

عَقِيلَہ ظہورِ مہدی

قرآن کریم، احادیث نبویؐ اور تاریخ کی روشنی میں

تالیف

علامہ حبیب الرحمن صدیقیؒ کا ندھلویؒ

ناشر

الرحمن پبلشنگ ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

مکان نمبر ۳ - ۷ - ۱ - ۷ - بلاک نمبر ۱ - ناظم آباد - کراچی ۷۴۶۰۰

فون: ۴۲۱۳۳۹ —

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب _____ عقیدہ ظہور مہدی
مؤلف _____ علامہ حبیب الرحمن صدیقی کاندھلوی
صفحات _____ ۶۴
قیمت _____ پندرہ روپے صرف
طباعت _____ روحانی ڈائجسٹ پریس۔ ناظم آباد

_____ ناشر _____

الرحمن پبلشنگ ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

مکان نمبر ۳۔ ۷۔ ۱۔ ۷۔ بلاک نمبر ۱۔ ناظم آباد۔ کراچی۔ ۷۴۶۰۰

فون: ۶۲۱۴۳۹ — ۶۲۷۸۳۰

۲ اللہ کے نام کے ساتھ جو پڑا ہی مہربان اور بڑی رحمت والا ہے

ہدایت اور ظہور ہدی کا تصور کم و بیش اہل سنت والجماعت اور شیعوہ حضرت میں مدیاں کے کسی نہ کسی شکل میں موجود رہا ہے۔ اس کا پتہ پھر حضرت علامہ حبیب الرحمن المدنیؒ کی کاغذ حوی نے اسی حدیث اور ظہور ہدی کے ضمن میں قرآن کریم اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں بڑی حقیقت افزہ بحث کی ہے چونکہ حضرت علامہ محترم کا فلسفہ امت کے سوا مطلقاً کوئی اہل سنت والجماعت سے ہے، اس لیے قدرتی طور پر حضرت علامہ نے قرآن کریم کے علاوہ مادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان مخزنوں اور مخبروں سے استفادہ کیا ہے جو اہل سنت والجماعت کے یہاں صحیح، مستند، اور قابل قبول ہیں اسی طرح جناب مروج نے مادیث مبارک کے قوی اور ضعیف ہونے کے ضمن میں صرف انہیں ناقدین اور ماہرین حدیث کے اقوال حوالے کے طور پر پیش کئے ہیں، جو علماء اہل سنت والجماعت کے نزدیک صحیح، مستند اور مستند ہیں۔ کہیں کہیں مدراہن بحث حضرت علامہ نے بعض شیعوہ علامہ کا ذکر بھی کیا ہے۔ لیکن ان کا ذکر بحث کے مسئلے میں ضمن تاریخی حوالے کے طور پر کیا گیا ہے اور ان کے اقوال مرآتے اور خیالات کے بدلے ہی کسی تنقید بھرے سے احقر کو کیا گیا ہے۔ یہ کتاب جو ۱۹۸۰ء کے آخر میں عقیدہ ہدایت اور ظہور ہدی کے نام سے شائع کی گئی تھا اب مزید اصلاحاتی مرحلوں کے ساتھ موجودہ نام سے دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔ اس دلچسپ اضافے سے تلازمین کی اصلاحات میں مفید اضافہ ہو گا۔ امید ہے کہ علامہ کریم اللہ اہل نکور و نظاں اس کتابچے کا مطالعہ اسی انہماک و توجہ سے کریں گے جس کا موضوع زیر بحث متقاضی ہے۔ دنیا بہت آگے بڑھ گئی ہے۔ اب کسی بات کو صرف اس لیے تسلیم نہیں کیا جاسکتا کہ ہمارے مسلمان میں سے بعض قابل ذکر بزرگوں نے اپنے خیال کے مطابق اسے حقیقت کے طور پر تسلیم کر لیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جب سے خانہ کعبہ پر ایک گمراہ ایسے دین اور بقول لوگوں کے ایک مرتد مرتے
نے قبضہ کیا، اور پھر مہدی کا دعویٰ کیا۔ اس وقت سے مہدیت کی بحث خاں و دام
کی زبان پر جاری اور اخبارات کی زینت بنی ہوئی ہے۔

لیکن سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ اگر مہدیت سے متعلق احادیث قطعی طور
پر صحیح ہیں اور حقیقتاً اس کا عقیدہ سے کچھ تعلق ہے۔ اور فی الواقع آنے والے
مہدی کا نام محمد اصحاب کا نام عبد اللہ ہے تو موجودہ مہدی مہدیت کے گمراہ
مرتد ہونے کی کیا دلیل ہے؟ ہماری عقل اس فتوے کو گھسنے سے قاصر ہے۔

موجودہ اہل سنت اور فرقہ جعفریہ دونوں فرقوں میں مہدی کے عقیدہ کا تصور کسی نہ کسی
شکل میں پایا جاتا ہے۔ لیکن دونوں کے مہدی جدا گانہ ہیں۔ اہل سنت کے مہدی تو ابھی
وجود میں بھی نہیں آئے۔ اور شیعوں کے مہدی ایک ہزار سال قبل پیدا ہو کر مسترد ہو گئے۔
ہمارا تعلق چونکہ اہل سنت سے ہے۔ اسی لئے ہماری بحث کا تعلق بھی سنی مہدی
سے ہے۔ اہل سنت کی کتابوں میں مہدی سے متعلق جتنی احادیث پائی جاتی ہیں۔ کیا
فی الواقع وہ صحیح احادیث ہیں یا شبہ حضرات کی روایات سے متاثر ہو کر اہل سنت نے
ان روایات کو اپنی کتابوں میں بیان کر دیا ہے۔ کیونکہ موضوعات اور رجال کی کتابوں میں
محدثین کلام نے ایسی ہزاروں احادیث پر بحث کی ہے۔ جو کتب اہل سنت میں پائی جاتی
ہیں۔ لیکن دراصل وہ موضوعات، منکر اور شدید ضعیف ہیں۔

ہم جب اس نظر سے کے تحت کتب احادیث کی چھان بین کرتے ہیں تو صحیح بخاری
صحیح مسلم اور موطا امام مالک جیسی صحیح کتابوں میں کسی ایسی ایک روایت کا وجود نظر نہیں
آتا۔ بلکہ یہ روایات نسبتاً کم درجے کی کتابوں میں نظر آتی ہیں۔ جیسے سنن ابی داؤد،
ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ۔ ان میں مہدی سے متعلق متعدد احادیث ملتی ہیں۔ یہ قبول

کتابیں صحیح بخاری، صحیح مسلم، موطا امام مالک، مسند نسائی کے بھی ہم پلہ نہیں ہیں۔ کیونکہ ان میں ضعیف، منکر، منقطع اور مرسل ہر قسم کی روایات پائی جاتی ہیں۔ ان پر صحت کا حکم اکثریت کے لحاظ سے لگایا گیا ہے۔ یہی وجہ کہ امام ابو داؤد اور امام ترمذی نے خود متعدد روایات کو ضعیف اور منکر قرار دیا ہے۔ جو اس امر کا ثبوت ہے کہ ان کتابوں میں ہر قسم کی روایات پائی جاتی ہیں۔

ظہور مہدی سے متعلق روایات چند اقسام پر مبنی ہیں۔

۱۔ بعض احادیث تو ایسی ہیں جن میں قرب قیامت کی علامات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور ان روایات میں مہدی کا کوئی ذکر نہیں۔ مثلاً یہودیوں اور رومیوں سے جنگ یا دجال کے ظہور کے واقعات یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا واقعہ، ان میں سے بہت سے واقعات صحیح بخاری، اور صحیح مسلم میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن ان احادیث میں مہدی کا کسی جگہ کوئی ذکر موجود نہیں۔ ان واقعات کو زبردستی مہدی سے متعلق کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح وہ احادیث جن میں ایک عادل خلیفہ کا ذکر ہے جو لوگوں کو بے پناہ مال دے گا۔ صحیح مسلم وغیرہ میں پائی جاتی ہیں۔ لیکن صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں کسی جگہ یہ موجود نہیں کہ وہ مہدی ہوگا یا اس کا نام محمد ہوگا۔ ان احادیث کو بھی زبردستی مہدی کے ساتھ چسپاں کر دیا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ انہی احادیث کو دیکھ کر مہدویت کی روایات وضع کی گئی ہوں۔

۲۔ کچھ روایات ایسی ہیں جن میں مہدی کا ذکر ہے۔ جن میں سے بعض روایات میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مہدی اہل بیت سے ہوں گے۔ بعض میں ان کے صفات اور ان کا نام بیان کیا گیا ہے۔ ہماری بحث انہی روایات سے ہے۔

یہ بھی ذہن نشین رہے کہ ضعیف روایات اعتقادات میں قطعاً قابل قبول نہیں ہوتیں، بلکہ اگر روایت صحیح بھی ہے اور وہ درجہ نوا ترک نہیں پہنچتی تو اس پر غور سے

کی بنیاد ہرگز قائم نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ عقیدے کی بنیاد طلبیات (گمان) پر نہیں رکھی جاسکتی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

إِنَّا أَنشَأْنَا لَهُ فِئَافًا مِّنَ النَّحْلِ فَفُتِيَ

ترجمہ :- یقیناً ظن حق میں کچھ کام نہیں آتا۔

میرے نزدیک اس موضوع پر حقیقی روایات باقی جاتی ہیں وہ سب ضعیف ہیں ہم سلطردیل میں ان روایات پر محدثانہ بحث کریں گے۔ یہ بھی عرض کر دیں کہ ہم بھی ایک انسان ہیں۔ ممکن ہے بلحاظ انسانیت ہم سے کسی غلطی کا ارتکاب ہو رہا ہو تو علماء سے ہماری عرض ہے کہ وہ ہمیں ہماری خامیوں کے بارے میں متنبہ کریں گے۔

اس سلسلہ پر سب سے بہترین حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث ہے۔ جس کے الفاظ ہیں کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کہ اگر دنیا کے خاتمہ میں ایک شخص اٹھے گا۔ جس کا نام وہی ہوگا جو میرا نام ہے اور اس کے باپ کا نام بھی وہی ہوگا جو میرے باپ کا نام ہے۔ وہ زمین کو غلہ والی صاف سے اسی طرح بھروسے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی" البرذاد ج ۲۰ ص ۲۳۹ ترمذی ج ۲ ص ۵۶ مطبوعہ مکتبہ النبی دہلی مطبوعہ قرآن محل ترمذی کا قول ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لیکن یہ روایت تین زوائد تک "خبر واحدہ" رہی اسے ان الفاظ میں حضرت عبداللہ بن مسعود کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا۔ حضرت عبداللہؓ سے اس کو روایت کرنے والے صرف زہد بن حبیش ہیں۔ امدان سے عامر کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا۔ ہاں عامر سے روایت کرنے والے متعدد حضرات ہیں جن کے الفاظ میں اختلاف بھی ہے۔

جہاں تک حضرت عبداللہ بن مسعود کا تعلق ہے تو تمام اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ صحابہ سب عادل ہیں وہ جھوٹ نہیں بول سکتے۔ زہد بن حبیش کی ذات پر بھی کسی نے جرم

نہیں کی۔ بلکہ بعض احادیث سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ خود بھی صحابی رسول تھے لیکن جہل تک عالم کو تعلق ہے قرآن کی ذات انتہائی مشکوک ہے۔ یہ تو دنیا تسلیم کرتی ہے کہ وہ قرأت کے سب سے بڑے عالم ہیں۔ بلکہ آج تمام روئے زمین پر انہی کی قرأت کے مطابق تلاوت قرآن کی جاتی ہے۔ لیکن حدیث میں ان کا کیا مقام ہے؟ تو ابن عدیؒ کا کہنا ہے کہ امام ابن میمون الاعشلیٰ میں رقم طراز ہے کہ عالم قرأت ہیں تو مسلم ہیں لیکن حدیث میں قابل تسلیم نہیں۔ اگرچہ فی الواقع یہ سچے ہیں۔ لیکن انہیں احادیث میں اکثر وہم ہوتا تھا۔ ابن خراشؒ کہتے ہیں ان کی احادیث منکر ہوتی ہیں۔ امام الرجالؒ یحییٰ بن سعید القطان فرماتے ہیں، میں نے جتنے بھی ایسے افراد کو دیکھا جن کا نام عالم تھا۔ ان سب کا حافظہ خراب پایا۔ امام ذہبیؒ کہتے ہیں کہ اگرچہ ان سے امام بخاری و امام مسلم نے بھی روایت لی ہے۔ لیکن وہ بطور شہادت لی نہیں اسے دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا۔ ابن سعدؒ کہتے ہیں کہ اگرچہ عالم ثقہ ہیں۔ لیکن حدیث میں غلطی بہت کرتے ہیں، امام ابو حاتمؒ رازی فرماتے ہیں کہ وہ اس لائق نہیں کہ انہیں ثقہ کہا جائے۔ میزان الاعتدال ج ۲ ص ۳۵۷ مطبوعہ دار احیاء الکتب العربیہ۔ غالباً یہی وجہ ہے جو امام بخاری و امام مسلم نے اس حدیث کو روایت نہیں کیا۔ ورنہ عالم کے علاوہ اس کے تمام روایت ثقہ ہیں۔ اس لحاظ سے یہ روایت محدثین کی نظر میں حجت نہیں اور نہ یہ محبت کے معیار پر پوری اترتی ہے۔ بلکہ لعل ابن خراشؒ منکر اور لعل ابی حاتم ضعیف ہے۔

امام ابن ماجہؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ایک اور حدیث نقل کی ہے جس کے الفاظ بالکل جگہ گنہ ہیں۔ اس روایت کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔

وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضورؐ کی خدمت میں حاضر تھے، اتنے میں بنی ہاشم کی ایک جماعت آئی، انہیں دیکھ کر حضورؐ روئے گئے اور آپ کے چہرہ مبارک کی رنگت تبدیل ہو گئی۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ہم آپ کے چہرے پر تکلیف کے آثار دیکھ رہے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا۔ ہم اہل بیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے مقابل میں آخرت کو پسند فرمایا

ہے اور میرے بعد میرے اہل بیت کو تکالیف پہنچیں گی۔ اور انہیں دیکھ دینے جائیں گے۔ حتیٰ کہ مشرق کی جانب سے ایک گردہ آئے گا جس کے ساتھ سیاہ جھنڈے ہوں گے۔ لوگ ان سے خیر کا سوال کریں گے تو وہ انہیں کچھ دیں گے۔ جس پر لوگ ان سے جنگ کریں گے تو اللہ کی جانب سے اس گردہ کی مدد کی جائے گی۔ جس پر وہ لوگوں کی خواہشات پوری کریں گے۔ لیکن بنو خلیفہ سلیم نہ کریں گے۔ حتیٰ کہ یہ گردہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کی طرف لوگوں کو دعوت دے گا۔ جو زمین کو انصاف سے اسی طرح بھر دے گا۔ جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی۔ اس زمانہ کے جو لوگ اس گردہ کو پائیں وہ اس گردہ کے پاس پہنچے جاتے۔ خواہ انہیں برف پر گھٹ کر جانا پڑے۔ ابن ماجہ ترمذی ۵۰۳۳۔ مطبوعہ قرآن محل۔

یہ روایت جن لغویات سے مشہور ہے انہیں نظر انداز بھی کرو یا جائے تو اس میں ہدی کا کوئی ذکر نہیں۔ اور یہ روایت حضرت عبداللہ بن مسعود کی پہلی روایت کے بالکل خلاف ہے۔ یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ اہل بیت کی اصطلاح قرآن اور احادیث صحیحہ میں ازدواجِ مطہرات کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ کیونکہ اہل بیت کے معنی میں گھروالا یا گھروالی اور اولاد و باپ کا گھروالی نہیں ہوتی اور نہ کوئی صاحبِ عقل اس کا قص کر سکتا ہے۔ یہ بھی تاریخی طور پر ثابت ہے کہ بنو عیسیٰ اور بنو عباس دونوں اپنے اہل بیت ہونے کے مدعی تھے اور بنو عباس نے اہل بیت ہی کے نام سے خلافت حاصل کی تھی۔ یہ بھی تاریخی طور پر مسلمہ حقیقت ہے کہ بنو عباس نے اصول خلافت کے لئے سیاہ رنگ کو اپنا شعار بنایا تھا۔ اور تمام خلفائے عباسیہ سیاہ لباس پہنتے رہے اور خلافت عباسیہ کے خاتمہ کے بعد شیعوں نے خلافت سے اپنا بیا۔ چونکہ اس روایت میں سیاہ جھنڈوں کا ذکر ہے اس لئے یہ یہاں محسوس ہوتا ہے کہ یہ روایت خلافت عباسیہ کے قیام کے لئے وضع کی گئی اور چونکہ اولاد علیؑ بھی بنو عباس کے ساتھ تھی۔ اس لئے بعد میں اس روایت کو شیعوں اور

سنی و دوزنی طبقہ نے اپنے اپنے عقائد کے لئے استعمال کیا اطلاق چونکہ اس روایت میں
اہل بیت کا اطلاق جو ہاشم پر کیا گیا ہے اس لئے آئے والا شخص حضرت عباسؑ حضرت
حضرہ، حارث بن عبد المطلب، زبیر بن عبد المطلب، البرہہ بن عبد المطلب اور ابو طالب کی
اولاد میں سے کسی کی نسل سے بھی ہو سکتا ہے جو لوگ اس کے دعوے میں آکر وہ حضرت فاطمہؑ
کی اولاد سے ہو گا یہ روایت ان کے جواب کے لئے کافی ہے۔

ہمارے نزدیک یہ روایت پہلی روایت سے بھی زیادہ پہل ہے۔ اس کے دو ردوی
مجموع ہیں۔ علی بن صالح اور یزید بن ابی زیاد اکوفی۔ حافظ ابن حجر علی بن صالح کے بارے
میں فرماتے ہیں یہ قریب ہے امام ذہبی میزان میں فرماتے ہیں اس پر حدیثیں وضع کرنے کا
الزام ہے۔ میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۳۳۔ مطبوعہ دار احیاء کتب العربیہ۔ گویا اس
روایت کا واضح علی بن صالح ہے اور جس طرح سے اس نے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر
جھوٹ بولا ہے، اسی طرح اس نے اس جھوٹ میں عبد اللہ بن مسعود، طاہرہ اور ابراہیم نخعیؑ
کو بھی شامل کر لیا ہے۔ کیونکہ جو شخص حضورؐ کی جانب جھوٹی بات منسوب کر سکتا ہے اس کے
لئے دوسروں کی جانب جھوٹ منسوب کرنا بہت آسان ہے۔

دوسرا ردی یزید بن ابی زیاد اکوفی ہے۔ یہ کوفہ کے مشہور علماء میں شمار ہوتا تھا۔ لیکن
اس کا حافظ بہت خراب تھا۔ امام یحییٰ بن سید القطن فرماتے ہیں یہ قوی نہیں اور نہ اس کی
حدیث محبت ہے۔ امام عبد اللہ بن المبارک فرماتے ہیں۔ اس کی روایت اٹھا کر یا ہر سنگ
دو۔ امام دیکھتے بن الجراح جو امام ابو حنیفہ کے چالیس سال کا تبار ہے۔ فرماتے ہیں یہ حضرت
ذی حدیث کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ امام احمد فرماتے ہیں اس کی حدیث کی کوئی حقیقت نہیں۔
امام ذہبی فرماتے ہیں یہ روایت صحیح نہیں۔ جہاں اس لئے کہ اس حدیث کے بارے میں وہاں
نیک فرماتے ہیں کہ اگر یزید بن ابی زیاد پچاس قصیں کہا کر بھی یہ کہے کہ اس نے یہ حدیث بنیام
نخعیؑ سے سنی ہے تب بھی میں اس کی تصدیق نہ کروں گا۔ کیونکہ نہ تو ابراہیم نخعیؑ کا یہ مذہب تھا

۱۰ عظمہ کا امیر عبداللہ بن مسعود کا ابن عسک کہتے ہیں۔ اس کا احادیث منکر ہوتی ہیں
ابن فضیل فرماتے ہیں یہ اپنے نانا کے شیعوں کا امام تھا۔ میزان ج. ۲ ص ۲۲۳
مطبوعہ دار احیاء الکتب العربیہ۔

اس موضوع پر حضرت علیؑ سے بھی متعدد احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے ایک روایت
امام ابو داؤد نے ان الفاظ میں نقل کی ہے۔ کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ گزائے کے خاتم میں ایک مذہب بھی باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں
سے ایک شخص کو جو اس طرح عدل سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم
و جور سے بھری ہوئی تھی۔

اس روایت سے اس کی تویہ معلوم نہیں ہوتا کہ اہل بیت سے کیا مراد ہے اور پہلی روایت
کی رو سے تمام بنو ہاشم مراد ہیں۔ ثانیاً یہ بھی ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ مہدی ہو گا۔ نہ اس کا نام امیر
اس کی کوئی صفت ظاہر ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے بنو ہاشم کا ہر عادل حاکم اس حدیث کے
محت داخل ہو گا۔

اس روایت کے اتفاق سے دو راوی شیعہ ہیں ایک فضل بن وکین اور دوسرا فطر بن
خلیفہ۔ جہاں تک فضل بن وکین کا تعلق ہے وہ اگرچہ حافظ احادیث سمجھے جاتے تھے لیکن
شیعہ ہیں۔ محدثین کہتے ہیں یہ عسک کے شیعہ تھے ائمہ صحابہ پر تبرک کرتے تھے۔ یحییٰ بن معین
کہتے ہیں کہ جب فضل بن وکین کسی شخص کی تعریف کرے، اور یہ کہے کہ وہ بہت عمدہ آدمی
ہے تو مجھ کو کہ وہ شخص مفروض شیعہ ہے۔ میزان ج. ۲ ص ۵۰۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳

امام بخاری کے استاد ہیں۔ لیکن اگر اس کی ہر روایت قابل قبول ہوتی تو امام بخاری بھی اس حدیث کو روایت کرتے۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے۔ پھر یہ معاملہ یہاں ختم نہیں ہوتا۔ بلکہ فضل بن وکین کے اس روایت میں استاد محترم اپنے شاگرد رشید سے بہت آگے نکل آتے ہیں۔ ان کا اسم گرامی فطر بن خلیفہ ہے۔

فطر کو فہ کا باشندہ ہے اگرچہ امام ابو حاتم فرماتے ہیں اس کی حدیث بھی ہوتی ہے، لیکن دار قطنی کہتے ہیں اس کی حدیث حجت نہیں۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ اگرچہ لوگ اس فطر کو ثقہ سمجھتے تھے، لیکن یہ غالی قسم کا خشبی تھا۔ خشبہ عربی میں لکڑی کو کہتے ہیں۔

انہیں خشبہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے لاشیاں اور ڈنٹے ہاتھ میں لے کر حکومت وقت کے خلاف خروج کیا تھا۔ (تخفہ اثنا عشریہ ص ۲۷) مطبوعہ دار خانہ نجات کتب) گویا یہ فرقہ بلا سبب جنگ خروج کا قائل تھا۔ فطر بن خلیفہ بھی اسی طبقہ سے تعلق رکھتا ہے۔

ابن عدی کہتے ہیں اس کی احادیث منکر ہوتی ہیں، جہت بانی کہتے ہیں، یہ گمراہ ہے ثقہ نہیں ہے۔ احمد بن یونس کا بیان ہے کہ میں اسے دیکھ کر اس طرح آگے بڑھ جاتا تھا جس طرح کوئی کتے کو چھوڑ کر گند جاتا ہے۔ میزان ج ۳ ص ۳۶۴۔ مطبوعہ دار احیاء الکتب العربیہ۔

ہم بھی احمد بن یونس کی پیروی میں اس کی روایت قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ حضرت علیؓ کی ایک اص روایت امام ابو داؤد نے ان الفاظ میں نقل کی ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے حضرت حسنؓ کی جانب دیکھ کر فرمایا میرا بیٹا سردار ہے۔ کیونکہ حضرت نے اسے پرفرایہ ہے۔ عنقریب اس کی اولاد سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ اس کا نام دہی ہوگا جو تمہارے بنی علیؓ علیہ وسلم کا نام تھا۔ وہ اخلاق میں حضورؐ کے مشابہ ہوگا لیکن صورت

میں مشابہ نہ ہوگا۔ (اس جملہ کا ترجمہ اس کے برعکس بھی ہو سکتا ہے کہ وہ صحت میں
 حضور کے مشابہ ہوگا۔ لیکن اخلاق میں مشابہ نہ ہوگا) وہ زمین کو عدل و انصاف سے
 بھر دے گا۔

حضرت علیؑ کے اس قول سے قطعاً یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ جہدی ہوگا۔ پھر شیعوں کا دعویٰ
 ہے کہ وہ اولادِ حسین سے ہوگا۔ پہلے جہدی پرست سینوں نے دونوں باتوں کا بھرم رکھتے
 ہوئے بیخ کی حیثیت سے بلا تحقیق یہ فیصلہ سنایا کہ وہ حسنی اور حسینی ہوگا۔ حالانکہ خود حضرت علیؑ
 اس کے دعویدار ہیں کہ وہ اولادِ حسن سے ہوگا۔

اس روایت کی پوزیشن کیا ہے؟ تو اسے حضرت علیؑ سے نقل کرنے والے ابواسحاق
 سبئیؒ ہیں۔ ان کا اسم گرامی عمرو بن عبد اللہ ہے۔ یہ شہسورد تابعی اور ثقہ ہیں۔ لیکن آخر میں ان
 کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ اس لئے بعض محدثین نے اشتباہ کے باعث ان کی حدیث کو ترک
 کر دیا۔ تاوقتیکہ یہ ثابت نہ ہو جائے کہ یہ روایت انہوں نے خرابی حافظہ سے قبل بیان کی
 تھی اور سننے والے نے خرابی حافظہ سے قبل سنی تھی۔ ان کی یہ روایت قبول نہیں کی جاسکتی۔

اس کے علاوہ کوفہ میں یہ سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے تدیس سے کام لیا نہ پس
 محدثین کی ایک اصطلاح ہے جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ راوی اپنے استاد کا نام جھجھوے اور
 حدیث کو استادِ استاد کی جانب منسوب کر دے۔ عام طور پر یہ ل اس وقت کیا جاتا ہے جبکہ
 استاد ضعیف ہو۔ اس طرح حدیث کے ضعف کو چھپایا جاتا ہے۔ امام کیئےؒ فرماتے ہیں جب کپڑے
 کا عیب چھپانا حرام ہے تو حدیث کا عیب چھپانا کیسے حلال ہوگا۔ اسی لئے ہم بھی ان عیوب کے
 اظہار پر مجبور ہیں اور بعض اوقات مدلس راوی یعنی جو تدیس کر رہا ہے۔ کئی کئی راویوں کو چھوڑ
 دیتا ہے اور احادیث میں ایسی مثالیں ملتی ہیں۔ اور مدلس کی روایت قابل قبول نہیں ہوتی۔
 خاص طور پر وہ روایت جو عن فلان (فلان سے روایت ہے) سے مروی ہو۔ لیکن اگر
 مدلس ثقہ ہے جیسے ابواسحاق سبئیؒ وہ اگر یہ کہے کہ میں نے فلان سے یہ روایت سنی تو یہ روایت

قابل قبول ہوگی۔ اس لئے کہ ان الفاظ سے سننے کی صراحت ثابت ہوتی ہے لیکن عن فلاں سے سماعت کی صراحت ثابت نہیں ہوتی، اور اتفاق سے یہ روایت بھی عن فلاں سے مروی ہے جو ہرگز قابل قبول نہیں۔

دوسرا عیب اس روایت میں یہ ہے کہ اس کا ایک اور راوی عمرو بن ابی قیس الرازی ہے اگرچہ وہ صحابہ لیکن انہیہ دھم بہت ہوتا تھا۔ خود امام ابو داؤد فرماتے ہیں۔ اس میں برائی تو کوئی نہیں، لیکن وہ حدیث میں غلطیاں بہت کرتا ہے۔ وارنٹر اکتب العربیہ تقریباً ۲۶۲ میزان ۳۰۵: ۲۸ مطبوعہ طرا حیا راکتب العربیہ۔

اس کا ایک اور راوی ہشام بن المغیرہ الرازی ہے۔ امام نسائی فرماتے ہیں یہ ثقہ ہے لیکن خود امام ابو داؤد فرماتے ہیں یہ شیعہ تھا۔ سلمانی کہتے ہیں۔ اس کی حدیث پر اعتراض ہے میزان ۲۰۵: ۷۸ مطبوعہ طرا حیا۔ اکتب العربیہ گویا اس روایت میں تین عبرتیں ہیں۔ ایک ہادی شیعہ ہے دوسرا راوی نفرتیں کرتا ہے۔ تیسرا راوی مدلس ہے اور آخر میں اس کا حافظ بھی خراب ہو گیا تھا۔ ایسی صورت میں اس روایت کو کیسے قبول کیا جاسکتا ہے۔ امام ابو داؤد نے حضرت علیؑ سے ایک روایت ہلال بن عمرو کے ذریعہ نقل کی ہے۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مادر السہر سے ایک شخص ظاہر ہو گا۔ جس کا نام حادث حشر ہو گا۔ اس کے لشکر کا ہرادل دستہ منصور نامی شخص کے ساتھ ہو گا۔ وہ آل محمدؑ کو اسی طرح پناہ دے گا جیسے قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دی۔ اس وقت ہر مومن پڑوس کی مدد اور اس کی دعوت قبول کرنا واجب ہے۔

اگرچہ بظاہر اس روایت کا مہدی سے کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔ لیکن امام ابو داؤد نے اسے مہدی کے بیان میں ذکر کیا ہے۔ غالباً انہوں نے آل محمدؑ سے مہدی ملا لئے ہیں۔ اسی لئے ہم اس پر متوجہ کر رہے ہیں۔

مہدی کا نام ستے ستے لوگوں کی زندگیاں گنتیہ۔ لیکن یہ حادث حشر اللہ مقصود کا نام کسی

نے نہ سنا ہوگا۔ ہمارے علماء کہتے ہیں۔ یہ حادث حراث ہمدی کے لشکر کا امیر ہوگا۔ ہمارے
 نزدیک قرۃ روایت جہالت علمی کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ اس لئے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کو انصار نے پناہ دی تھی نہ کہ قریش نے۔ قریش نے تو آپ کو مکہ چھوڑنے پر مجبور کیا تھا
 بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی خلاف و افواج بات کیسے فرما سکتے تھے۔ ہمارے مولو پور نے اس
 کی تادیل کی کہ پناہ دینے سے فتح مکہ کے بعد پناہ دینا مراد ہے۔ لیکن کوئی ابن اعمقود سے
 دریافت کرے کیا دنیا میں کہیں ایسا ہوا ہے کہ مفتوح قوم نے فاتح کو پناہ دی ہو؟ اور یہ
 مفروضہ اس وقت قابل قبول ہو سکتا ہے جبکہ حضور فتح مکہ کے بعد مکہ میں قیام فرماتے لیکن
 مدینہ ہی میں اگر قیام فرمایا اور فتح مکہ کے بعد حنین کے مابین غنیمت کی تقسیم کے وقت آپ
 نے انصار سے فرمایا تھا۔ جب میری قوم نے مجھے میرے شہر سے نکالا تو تم نے مجھے پناہ
 دی، اے گردہ انصار تم جہاں بھی ہو میں تمہارے ساتھ ہوں (بخاری و مسلم) یہ تمام امور اس
 روایت کے جھوٹ ہونے کا ثبوت ہیں۔

اس روایت کے دو راوی تو دی ہی ہیں جو سابقہ روایت کے تھے یعنی عمرو بن ابی قیس
 جو احادیث میں غلطیاں کرتے تھے اور دوسرا اردن بن المغیرہ جو شیعہ تھا۔ لیکن اس پر مزید
 دو راوی بھی ناقابل قبول ہیں، ایک ہلال بن عمرو اور دوسرا اس کا شاگرد ابوالحسن۔
 امام ذہبی میزین میں فرماتے ہیں میں نہیں جانتا یہ ابوالحسن کون ہے یعنی یہ راوی مجہول
 ہے اور ہلال بن عمرو کی یہ روایت منکر ہے۔ میزان ج ۳ ص ۳۵۔ (مطبوعہ دار احیاء کتب
 العربیہ) حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ ہلال بن عمرو اکوفی بھی مجہول ہے تقریباً ۳۶۰۔
 (در نشر اکتب الاسلامیہ)

سنن ابوداؤد کے حاشیہ نویس نے اپنے حاشیہ میں امام دارقطنی کے حوالے سے حضرت علیؓ
 کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا ہمارے ہمدی کی دو نشانیاں ہیں جو آج تک
 جب سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق کی ہے ظاہر نہیں ہوئیں، وہ یہ ہیں کہ مغلان کی

پہلی تاریخ کو سورج گہن ہو گا۔ اور نصف رمضان میں چاند گہن ہو گا۔ یہ روایت شاہ فیض الدین دہلوی نے بھی اپنی کتاب علامات قیامت میں آنکھیں بند کر کے نقل کر دی ہے اور اس پر غور کرنے کی کوشش نہیں کی کہ اس فرضی روایت میں علی سے مراد حضرت علی بن ابی طالب ہیں یا نہیں! غائبانہ شاہ صاحب اسرار الرجال اور تاریخ سے واقف نہ تھے یا روایت پرستی کے مرض میں مبتلا ہو کر ضعف پرست بھی بن گئے تھے۔ اتفاق سے ہمارے علمائے بھی یہ دونوں عیوب ان جیسے حذوت سے دشت میں حاصل فرماتے ہیں اور مزید یہ کہ ان علماء کو شخصیت پرستی کا مرض بھی لاحق ہو گیا تھا۔

اس کا ایک دعویٰ جابر ہے۔ یہ جابر بن یزید البغوی الکوفی ہے جو محمد بن علی بن حسین یعنی امام باقر کا شاگرد شہسوار ہے۔ کم از کم اس کا دعویٰ یہی ہے۔ لیکن جب ہم اس کے حالات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں یہ دعویٰ سراسر جھوٹ پر مبنی نظر آتا ہے۔ یہ جابر رحبی تھا۔ فرقہ رحبیہ سے تعلق رکھتا تھا۔ فرقہ رحبیہ شیعوں کا ایک طبقہ تھا جو اس بات کا قائل تھا کہ حضرت علیؑ کی شہادت قطع نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ زندہ آسمانوں پر اٹھائے گئے اور بلادوں میں وہاں گھومتے پھرتے ہیں۔ حتیٰ کہ بلادوں سے جو کرڑک پیدا ہوتی ہے وہ حضرت علیؑ کے کھٹے کی آواز ہوتی ہے اور قیامت کے قریب حضرت علیؑ دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے اور اپنے مخالفین کو ختم کریں گے۔

لیکن نفوس یہ ہے کہ وہ مخالفین حضرت علیؑ کی آمد سے قبل ہی ملک عدم پہنچ جائیں گے یعنی حضرت علیؑ تو اس دنیا سے قافی میں اپنے دشمنوں کو تلاش کرنے آئیں گے اور ان کے دشمن دارالبقا میں جا کر مدپوش ہو جائیں گے۔ اب ہمارے علماء خود ہی فیصلہ کریں کہ جب حضرت علیؑ خود ہی تشریف لانے والے ہیں تو اب ان کی اولاد کی آمد کی کیا ضرورت باقی رہ جائے گی۔ وہ گیا سدا گہن اور چاند گہن کا مسئلہ وہ محکمہ سمیات والے پہلے ہی سے حل کر سکتے ہیں اس لئے اب علماء کائنات کو کسی پریشانی میں مبتلا ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔

امام مسلم نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں متحدہ محمد بن کا بیان ذکر کیا ہے کہ یہ جابر حضرت علیؓ کی دوبلہ آمد پر ایمان رکھتا تھا اور ابو جعفر محمدؓ بھی جتنا باقر سے روایات نقل کرتا ہے اس کا دعویٰ تھا کہ ستر ہزار احادیث تو مجھے امام باقرؓ کی یاد میں اور پچاس ہزار بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امدان تمام روایات میں سے میں نے زندگی میں ایک روایت کے علاوہ کوئی روایت بیان نہیں کی۔ ہو سکتا ہے کہ یہ وہی روایت ہو۔ کیونکہ اس کا تعلق علم باطن سے ہے۔ اور باطنی علوم ان لوگوں سے بیان نہیں کئے جاسکتے۔ جو رزاکشانہ ہوں۔ مدد دوسری صورت میں یہ علم ظاہر بن جائے گا۔ امام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس جابر سے تیس ہزار روایات سنی ہیں۔ جن میں سے میں ایک کا بیان کرنا بھی حلال نہیں سمجھتا۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں میں نے اپنی زندگی میں عطاء بن ابی رباحؒ سے زیادہ فقیہ اور جابر جعفری سے زیادہ کذاب کوئی انسان نہیں دیکھا۔ تفصیل کے لئے مقدمہ مسلم "میزان الاعتدال" اور کتاب "اعطال قدرتی" ملاحظہ کیجئے۔

جابر بن یزید نے یہ روایت محمد سے نقل کی ہے۔ یہ محمدؐ حضرت امام زین العابدینؑ کے کے صاحبزادے اور جناب جعفرؑ کے والد ہیں جو باقرؑ کے لقب سے مشہور ہیں ان کی کنیت ابو جعفر ہے۔ گویا محمد بن علیؑ ابو جعفر اور باقرؑ سے ایک ہی ذات مراد ہے۔ جابر کا دعویٰ ہے کہ محمدؑ نے یہ روایت علیؑ سے سنی ہے۔ اب علیؑ سے کون شخص مراد ہے۔ اگر بقول شاعرؒ "ابا حضرت علی بن ابی طالب مراد ہیں تو ابو جعفر باقرؑ تو کجا ان کے والد محمدؑ امام زین العابدینؑ بھی حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد پیدا ہوئے۔ اس صورت میں ادنیٰ راوی غائب ہیں اور روایت منقطع ہے۔ کیا خبر کہ وہ راوی بھی جابر بن یزید کے ہم جنس ہوں۔ اگر روایت کو متصل ثابت کرنا ہے تو پھر یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ علیؑ سے مراد علی بن حسینؑ یعنی امام زین العابدینؑ ہیں جو امام باقرؑ کے والد ہیں۔ ایسی صورت میں یہ حضرت زین العابدینؑ کا قول ہوگا۔ نہ کہ حدیث۔ اور جو شخص امام باقرؑ کی جانب سے پچاس ہزار جوڑ بول سکتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے

تیس ہزار جوڑ بول سکتے ہیں ظاہر ہے کہ اس کا حضرت علیؓ بن ابی طالب اور حضرت علی بن حسینؓ کی جانب سے جوڑ بولنا کیا دشوار ہے اور اس کا سب سے اہم ثبوت اس روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ "ہذا مہدی" گویا یہ بات سننے والے کے مہدی کی بیان نہیں کی جا رہی ہے۔ بلکہ جابر اپنے بلند کے مہدی کا ذکر کر رہا ہے اور جابر کے نزدیک مہدی سے مراد حضرت علیؓ ہیں۔

یہ تحقیق اس بات کا بین ثبوت ہے کہ پہلے ہندو پاک کے طلبہ نے مہدی کی روایات کو انہیں ہندو کے قبول کیا ہے۔

حضرت علیؓ کی ایک اور روایت امام ابن ماجہ نے یاں الفاظ نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہدی چھ ماہ بیت میں سے ہوں گے جن کی اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں اصلاح فرماوے گا۔ ابن ماجہ مترجم ص ۲۳۲ مطبوعہ قرآن محل۔

گویا وہ پہلے سے تو اصلاح یافتہ ہوں گے لیکن حصول حکومت کے لئے ایک ہفتہ میں ان کی اصلاح کر دی جائے گی۔

اس روایت کے مددگار ثبوت ہیں۔ پہلے طحاوی ابی یوسف بن محمد بن حنفیہ بن عقیل فرماتے ہیں: "معتبر نہیں" اور ان کی یہ حدیث منکر ہے۔ میزان ۱۰۵ ص ۶۳ مطبوعہ دارالکتب احیاء العربیہ و اسلامیہ یا سین بن عواد الزبیری ہے یہ کوثر کے قہار اور معتبروں میں شمار ہوتا تھا۔ لیکن پچھلے محققین فرماتے ہیں اس کی حدیث کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ امام بخاری کہتے ہیں اس کی حدیث منکر ہے۔ امام نسائی اور ابن جریر کہتے ہیں یہ مستحکم ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں یہ من گھڑت روایات نقل کرتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یا سین سے مراد یا سین الزبیری نہ ہو بلکہ یا سین بن شیبان الکوفی ہو تو امام بخاری کہتے ہیں اس کی حدیث پر اعتراض ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ یا سین بن شیبان سے اس کے علاوہ اور کوئی روایت مروی نہیں۔ میزان ۱۰۵ ص ۳۵۹ مطبوعہ دارالکتب احیاء العربیہ۔

اس موضوع پر امام المؤمنین حضرت ام سلمہ کی روایات بھی پائی جاتی ہیں، جن میں سے ایک روایت مختصر اور ایک تفصیلی ہے۔ مختصر روایت صرف اتنی ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہدی قائم کی اولاد سے ہوں گے۔ ابو داؤد، ابن ماجہ۔

اس کا ایک راوی زیاد بن بیان ہے۔ امام زہبی کہتے ہیں: اس کی حدیث صحیح نہیں۔ امام بخاری کہتے ہیں اس کی حدیث پر اعتراض ہے۔

تفصیلی روایت اس طرح ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک خلیفہ کی موت کے وقت اختلاف پیدا ہوگا تو مدینہ کا ایک شخص بھاگ کر مکہ چلا جائے گا تو مکہ کے لوگ اس کے پاس آئیں گے اور زبردستی اس کی بیعت کریں گے۔ اور رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان یہ بیعت ہوگی۔ ان کے مقابلے کے لئے شام کا ایک لشکر بھیجا جائے گا۔ جو مکہ اور مدینہ کے درمیان زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ یہ صورت حال دیکھ شام کے ابدال اور عراق کے سرداران کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی بیعت کریں گے۔ پھر قریش کا ایک شخص ان کے مقابلے پر کھڑا ہوگا۔ جس کی تنہیل بنو کلب میں ہوگی۔ وہ ان کے مقابلے کے لئے لشکر بھیجے گا۔ خلیفہ ان پر غالب آئے گا۔ افسوس ہے اس شخص پر جو بنو کلب کی غنیمت حاصل کرنے حاضر ہو۔ یہ شخص مال تقسیم کرے گا۔ اور سنت نبوی کے مطابق عمل کرے گا اور اسلام کی چکی دوبارہ چلنے لگی گی۔ یہ سات سال زندہ رہیں گے۔ اس کے بعد ان کی وفات ہو جائے گی۔ امام ابو داؤد کہتے ہیں: بعض روایات میں نو سال کا ذکر ہے۔ اس حدیث سے چند امور ثابت ہوتے ہیں۔

۱۔ اس حدیث میں اس کا کوئی ذکر نہیں کہ وہ مہدی ہوگا اور نہ اس کے نام کا ذکر ہے لیکن امام ابو داؤد نے اسے مہدی کے بیان میں ذکر کیا ہے۔

۲۔ وہ شخص خلیفہ ہوگا۔ حالانکہ اب دنیا سے خلافت کا وجود ہی مٹ چکا ہے۔

۳۔ ان کی تمام لڑائی شمشیروں اور عربوں سے ہوگی۔ جو خود اسلام کے نام لیوا ہیں۔

۴۔ دار الخلافہ مدینہ ہوگا۔ حالانکہ حضرت عثمان کے بعد سے آج تک مدینہ دار الخلافہ نہیں بنا۔ اب اگر مہدی کو زبردستی ظاہر کرنا ہی مقصود ہے تو پہلے خلافت کو زندہ کیجئے۔

۵۔ اس روایت میں ابدالی کا بھی ذکر ہے۔ حالانکہ تمام محدثین اس پر متفق ہیں کہ جن روایات میں ابدالی اور اقطاب کا ذکر ہے وہ سب موضوع ہیں۔

۶۔ اس روایت میں شام کے ابدالی کا ذکر ہے۔ کیا ابدالی مکہ اور مدینہ چھوڑ کر شام میں مقیم ہوئے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو پھر تو وہ نہایت ہی متبرک مقام ہے۔

حضرت ام سلمہؓ سے اسے جو شخص روایت کر رہا ہے سند میں اس کا نام تک موجود نہیں اور وہ مجہول ہے اور مجہول راوی کی روایت ہرگز قابل قبول نہیں ہوتی۔

دوسرا راوی صالح ابو الحلیل ہے۔ اسے اگرچہ ابن مثنیٰ نے ثقہ کہا ہے لیکن ابن عبد البر کہتے ہیں یہ حجت نہیں۔ تقریباً ۱۵۰۔ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ۔

اس موضوع کی ایک حدیث حضرت ابو سعید خدریؓ سے بھی مروی ہے۔ جو ابو داؤد میں پائی جاتی ہے۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہدیؑ مجھ سے ہونگے۔ ان کی پیشانی کشادہ ہوگی اور ناک بلند ہوگی۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے اور سات سال مالک رہیں گے۔

اس کا ایک راوی عمران بن داؤد ہے۔ اس کی کنیت ابو الحوام ہے۔ امام احمد فضلتے ہیں۔ میرے خیال میں اس کی حدیث اچھی ہے۔ امام نسائی کہتے ہیں۔ ضعیف ہے خود امام ابو داؤد کا قول ہے کہ وہ ضعیف ہے۔ امام ابو داؤد کہتے ہیں۔ اس نے ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن کے زمانے میں ایک سخت قسم کا فترونی دیا تھا۔ جس کی رو سے مسلمانوں کا خون بہانا جائز قرار دیا تھا۔ یزید بن زریع کہتے ہیں یہ خارجی تھا اور مسلمانوں کے قتل کو جائز سمجھتا تھا۔ سخی بن مثنیٰ فرماتے ہیں یہ کچھ نہیں ہے۔ میسنر ج ۳ ص ۳۷۷۔ مطبوعہ دار التیجار

کتب العربیہ۔

دوسرا راوی سہل بن قہام بن بزیغ ہے۔ ابن حجر کہتے ہیں یہ اگرچہ سچلے ہے۔ لیکن حدیث میں غلطی کرتا ہے۔ تقریباً ۱۳۹۔ دار نشر الکتب الاسلامیہ۔

اس کا تیسرا راوی ابو نضر ہے۔ جس کا نام منذر بن مالک ہے۔ یحییٰ بن معین وغیرہ نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔ ابن سعد کہتے ہیں۔ یہ ثقہ تو ہے لیکن کسی نے اسے حجت نہیں سمجھا ہے۔ عقیلیٰ اور ابن عدی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ امام بخاری کہتے ہیں۔ اس کی روایت حجت نہیں۔ ابن حبان کہتے ہیں ثقہ ہے لیکن غلطیاں کرتا ہے۔ گویا اس روایت کے تین راوی مشکوک ہیں۔

امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے ایک اور حدیث نقل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں ہمیں اس بات کا خطرہ پیدا ہوا کہ ہم پر آپ کے بعد مصائب نہ آئیں تو ہم نے حضورؐ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا میری امت میں بھڑی ہوگا جو پانچ یا سات یا نو سال حکومت کرے گا۔ اس کے پاس ایک شخص اگر کہے گا۔ بھڑی مجھے بھی کچھ عطا کر۔ وہ اسے کپڑے میں اتنا مال بھر کر دے گا کہ وہ اسے اٹھا نہ سکے گا۔

ابن ماجہ کے الفاظ ہیں کہ میری امت میں بھڑی ہوگا جو سات یا نو سال حکومت کرے گا۔ ان کے زمانہ میں اتنی نعمت ہوگی کہ لوگوں نے کبھی دیکھی نہ ہوگی۔ وہ لوگ آئندہ کے لئے ذخیرہ نہ کریں گے اور مال اس وقت ڈھیروں کی طرح ہوگا۔ ایک شخص اگر کہے گا کہ اسے بھڑی مجھے مال دے۔ وہ کہے گا لے لو۔

اس حدیث کو حضرت ابوسعید خدریؓ سے ابو الصدیق النخعی نقل کر رہے ہیں اور ان سے زید النخعی۔ گویا دونوں روایات کے آغاز کے راوی ایک ہیں۔ لیکن اس کے باوجود دونوں کے الفاظ میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ زید النخعی کبھی کچھ کہتا ہے اور کبھی کچھ۔ یعنی جو کچھ اس کے تخیل میں آتا ہے اسے حدیث بنا کر پیش کر دیتا تھا۔ اور

”دردغ گور حافظ نباشد“ کے مصداق اسے سالیقہ بیان کردہ الفاظ بھی یاد رہتے تھے۔
 محمد بن نساہ پر جرح کی ہے۔ حافظ بن حجر فرماتے ہیں یہ ہرات کا قاضی تھا۔ اسکے باپ
 کا نام حواری ہے اور یہ ضعیف ہے۔ تقریباً ۱۱۳۔ مطبوعہ دار نشر مکتب الاسلامیہ
 امام ذہبی کہتے ہیں کہ ابو حاتم کا قول ہے یہ ضعیف ہے البتہ برائے تحقیق اس کی روایت
 لکھ لی جائے گی۔ بن مؤین کہتے ہیں۔ یہ کوئی شے نہیں۔ امام نسائی کہتے ہیں ضعیف ہے۔
 ابن عدی فرماتے ہیں امام شعبہ نے جن جن لوگوں سے روایات لی ہے ان میں یہ سب سے
 زیادہ ضعیف ہے میزان ۲۔ ۱۰۶۔ مطبوعہ دار احیاء کتب العربیہ۔

جہاد تک ابو الصدیق الناجی کا تعلق ہے، وہ مشہور تابعی ہیں اور ان کا اسم گرامی بکر بن
 عمرو ہے۔ صحاح ستہ کے تمام مصنفین نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔ لیکن ابن سعد کہتے ہیں
 محمد بن کوثر کی احادیث میں کلام ہے اور انہوں نے ان کی روایات کو منکر سمجھا ہے۔

یہ دونوں ملحق تو ترمذی اور ابن ماجہ دونوں میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن حرمی کے بقید
 راوی تھے ہیں۔ جبکہ ابن ماجہ کے راویوں میں ایک اور راوی محمد بن مروان الضحلی بھی ضعیف ہے۔
 امام ابو داؤد کہتے ہیں یہ سچا ہے۔ لیکن ابو ذر کہتے ہیں یہ کچھ نہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں یہ
 ضعیف ہے۔ گو یا ترمذی کی روایت پر دو اعتراض اور ابن ماجہ کی روایت پر تین اعتراض ہیں۔

ابن ماجہ نے ایک اور روایت حضرت ثوبانؓ سے نقل کی ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا: تمہارا ایک خزانہ حاصل کرنے میں تین شخص قتل ہو جائیں گے۔ اور تینوں خلیفہ کے بیٹے
 ہوں گے۔ نتیجتاً یہ خزانہ تینوں میں سے کسی کو بھی حاصل نہ ہوگا۔ پھر مشرق کی جانب سے سیاہ
 جھٹے ظاہر ہوں گے وہ تمہیں اس بری طرح قتل کریں گے کہ پہلے تمہیں اس طرح کسی نے قتل
 نہ کیا ہو۔ اس کے بعد بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی اور بات فرمائی جسے میں محفوظ رکھ
 سکا۔ (یعنی کام کی جلت محفوظ نہیں رہی) اور آخر میں فرمایا کہ جب تم اسے دیکھو تو بیعت کر لو۔
 خواہ بیعت کے لئے تمہیں برف پر گھسٹ کر جانا پڑے۔ (کیا مہدی سا بڑا کئے علاؤ میں ہوں

گئے۔ کیونکہ عرب سے قورفہ کا کوئی تعلق نہیں) کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہو گا۔

اچھے بھی متعدد روایات میں مشرق کا ذکر آچکا ہے۔ لیکن ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ مشرق کا تصور کس مقام سے کیا جلتے گا۔ اگر مدینہ سے مشرق مراد ہے تو مدینہ کے مشرق میں عراق کا علاقہ ہے پھر تو مہدی کو عراق میں تلاش کرنا چاہیے۔

جہاں تک سیاہ جھنڈوں کا تعلق ہے تو تاریخ اسلام میں سب سے پہلے سیاہ جھنڈے ابو مسلم خراسانی کے ساتھ آئے تھے۔ اور بنو امیہ کا قتل عام کیا گیا تھا اور اتفاق سے منصور عباسی کے بیٹے کا نام بھی مہدی تھا۔ کہیں اس معصوبے کا تذکرہ تو نہیں ہو سکتا ہے اور غالباً راوی اسی لئے دو میان کے الفاظ بھی بھول گیا ہے کہ کہیں یہ راز فاش نہ ہو جائے۔

اس کا راوی عبد الرزاق بن ہمام ہے۔ اس سے اگرچہ تمام محدثین نے روایات لی ہیں۔ لیکن اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ وہ شیعوں کے اس طبقے سے تعلق رکھتا ہے جسے "رافضی" کہا جاتا ہے۔ لوگوں میں جو یہ حدیث مشہور ہے کہ جب تم میرے ممبر پر معاویہ کو دیکھو تو قتل کرو اور یہ حدیث کہ میں نے خواب میں بنو امیہ کو ممبر پر بندوں کی طرح کودتے دیکھا تو مجھے ناگوار گزند جس پر سورۃ قعدہ نازل ہوئی۔ ان ہملات کا راوی بھی یہی عبد الرزاق ہے۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ اگر یہ عبد الرزاق مرتد بھی ہو جائے تب بھی ہم اس کی روایات ترک نہ کریں گے۔ کیونکہ یہ یحییٰ خود اس کے رافضی ہونے کے مقرر ہیں۔ عباس بن عبد المظہر الغضری کا قول ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی الہ نہیں عبد الرزاق کذاب ہے۔ بلکہ واقعی کذاب اس سے زیادہ سچا ہے۔ امام عبد اللہ بن المبارک کے بھائی نسیب بن المبارک فرماتے ہیں، میں نے اس سے ابتداء میں روایات کھنی تھیں۔ لیکن پھر سب کو جلا دیا۔ کیونکہ اس نے (خاکم بدین) حضرت عمر کو احمق قرار دیا تھا۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ عبد الرزاق تو عبد اللہ بن موسیٰ سے بھی زیادہ خالی رافضی ہے۔ میرزا فتح ۲۰ ص ۷۰۸، مطبوعہ دار احیاء کتب العربیہ۔

یہ بھی محدثین کے نزدیک ایک مسلمہ اصول ہے کہ شیعوں کی وہ روایت ہرگز قبول نہ

کی جائے گی جس سے اہل بیت کی فضیلت یا صحابہ کی برتری ثابت ہوتی ہو۔ یہی وجہ ہے جو امام مجاہدؒ و امام مسلمؒ نے اس روایت کو نثراندہ کیا۔ حالانکہ ان ہر دو حضرات نے عبدالرزاق سے اور موضوعات سے متعلق متعدد روایات نقل کی ہیں۔ یہ عبدالرزاق آخر میں تائینا ہو گیا تھا اور حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ نتیجتاً حدیث بیان کرنا ہوتا اور کوئی سامع اپنی جانب سے کچھ الفاظ بوتا تو انہیں بھی حدیث میں داخل کر دیتا۔

ابن ماجہ نے ایک اور حدیث حضرت انسؓ بن مالک سے نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہم عبدالمطلب کی اولاد ہیں اور اہل جنت کے سردار ہیں یعنی میں حمزہؓ علیؓ، جعفرؓ، حسنؓ، حسینؓ اور مہدیؓ۔

گویا حضورؐ کے چچا حضرت عباسؓ اور ان کی اولاد اسی طرح حاکم بن عبدالمطلب، زبیر بن عبدالمطلب اور دیگر چچاؤں کی اولاد جنت کی سردار نہیں۔ کیونکہ وہ عبدالمطلب کی اولاد نہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ علیؓ و جعفرؓ کے بڑے بھائی عقیلؓ بن ابی طالب اور ان کی اولاد بھی عبدالمطلب کی اولاد ہونے سے خارج ہے۔ اسی لئے وہ جنت کی سرحد نہیں۔ کم از کم مسلم بن عقیلؓ کو اس میں داخل کرنا چاہئے تھا۔ اور یہ بھی ہماری عقل میں نہیں آیا کہ حضرات زین العابدینؓ، باقرؓ، جعفرؓ، علیؓ رضاؓ، موسیٰ کاظمؓ اور حسن عسکریؓ وغیرہ کیوں اولاد عبدالمطلب ہونے سے خارج ہوئے۔

اس کا ایک مادی علی بن زیاد الیمانی ہے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں اس کا نام علی نہیں بلکہ عبد اللہ ہے اور ابو العلاء کنیت ہے اور یہ ضعیف ہے۔ تقریباً ۲۴۶ھ۔ امام ذہبیؒ کہتے ہیں اس کا کچھ حال معلوم نہیں۔ لیکن امام بخاریؒ کا قول ہے یہ منکر الحدیث ہے۔

اس روایت کے مزید ذراوی ہدیہ بن عبد الوہاب اور سعید بن عبد الحمید بن جعفرؒ قطعاً مجہول ہیں۔ جتنی کہ ابن عدیؒ، ذہبیؒ اور ابن حجرؒ نے ان کا کوئی تذکرہ تک نہیں کیا۔ کیا خبر کہ یہ دونوں مک مدینہ سے دیہویں بھی آئے تھے یا نہیں؟

امام ابن ماجہؒ نے ایک اور روایت عبد اللہ بن حارث بن جزر الزبیدی سے نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارتداد فرمایا۔ مشرق سے کچھ لوگ آئیں گے اور وہ مہدی کی حکومت قائم کریں گے۔

اہل مکہ اور اہل مدینہ بلاوجہ فکر میں مبتلا ہیں۔ لیکن ہاں یہ خطرہ ضرور ہے کہ کہیں وہ مشرق سے اپنے ساتھ مہدی کو پکڑ نہ لائیں۔

اس کا ایک راوی عمرو بن جابر الجعفی ہے۔ اس کی کنیت ابو زید ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں یہ حضرت جابرؓ سے منکر احادیث روایت کرتا ہے اور مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ جھوٹ بولتا ہے۔ امام نسائیؒ کہتے ہیں۔ یہ معتبر نہیں ہے۔ عبد اللہ بن ہبیبؒ کا بیان ہے کہ انتہائی احمق تھا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ حضرت علیؓ بادلوں میں گھومتے پھرتے ہیں۔ وہ ہمارے پاس بیٹھا ہوتا اور کوئی بادل دیکھتا تو جھٹ کہتا کہ وہ حضرت علیؓ تشریف لے جا رہے ہیں یہ ایک احمق بڑھا تھا۔ میزان ۳۰ ج ۲۵۰۔ مطبوعہ دار احیاء کتب العربیہ۔

گویا یہ شیعوں میں سے فرد رجیہ سے تعلق رکھتا تھا۔ جن کے نزدیک مہدیؑ کے بجائے حضرت علیؑ دوبارہ تشریف لائیں گے۔ ایسی صورت میں مہدی سے حضرت علیؑ مرو ہوں گے۔

لطف یہ کہ عبد اللہ بن ہبیب جو یہ تمام لطیفہ نقل کر رہا ہے ادراسے احمق بھی قرار دے رہا ہے۔ پھر خود اس سے مہدی والی روایت بھی نقل کرتا ہے گویا وہ خود بھی حماقت کے ارتکاب میں اس سے پیچھے نہیں۔ اس عبد اللہ بن ہبیب کے بارے میں سخت اختلاف ہے بعض محدثین کہتے ہیں ثقہ ہے۔ بعض محدثین فرماتے ہیں یہ ثقہ تھا لیکن اس کے گھر میں آگ لگ گئی اور اس کی تمام بیاضیں جل گئیں۔ جس کے بعد اس کی احادیث میں غلط باتیں شامل ہو گئیں۔ اس لحاظ سے بعد کی تمام روایات ناقابل قبول ہیں۔ لیکن جن لوگوں نے اس حادثہ سے قبل اس سے روایات سنی تھیں وہ قبول کی جاتی گی۔ حادثہ سے قبل روایات سننے والوں میں عبد اللہ بن المبارکؒ، عبد اللہ بن دہبؒ اور عبد اللہ بن عمر القوریؒ ہیں۔ اور اتفاق سے

اس روایت کو یہ حضرات نقل نہیں کر سکتے ہیں۔ بلکہ اسے نقل کرنے والا عبد الغفار بن ابی داؤد ہے اور اس نے آگ کے حادثہ کے بعد روایات سنی ہیں۔

اس کے برعکس محدثین کی ایک بہت بڑی جماعت یہ کہتی ہے کہ وہ ابتداء ہی سے ضعیف ہے۔ اس کے قائل امام یحییٰ بن سعید القطان، امام بخاری، امام نسائی، امام ترمذی وغیرہ ہیں۔ ابو حاتم کہتے ہیں۔ اسکی حدیث مضرب ہوتی ہے۔ جوز جانی کہتے ہیں اسکی حدیث پر کوئی نذر نہیں ہوتا۔ یحییٰ بن عیینہ کہتے ہیں وہ آگ لگنے سے پہلے بھی ضعیف تھا۔ اور بعد میں بھی ضعیف ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں وہ قالی شیعہ ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں۔ وہ ضعیف راویوں سے روایت کرتا اور پھر ان کے ناموں کو چھپاتا ہے۔ ابونعیم کہتے ہیں اس کے گھر میں کوئی آگ نہیں لگی تھی وہ جھوٹے ہوتا ہے۔ امام نسائی فرماتے ہیں میں نے اپنی کتاب میں اس سے صرف ایک روایت لی ہے کیونکہ وہ ضعیف ہے۔

یہ تو ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کی روایات کا حل ہے اور جو روایات بعد کے مصنفین کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ ان کا کیا حال ہوگا۔ انہیں انہی روایات پر قیاس کر لیجئے۔ اس قسم کی احادیث پر کیا کسی عقیدے کی بنیاد قائم کی جاسکتی ہے؟ کم از کم اس ناچیز کی عقل تو اسے سمجھنے سے قاصر ہے۔ بے شک بعض علماء کے نزدیک اس قسم کی متعدد روایات جمع ہو کر ظن کا فائدہ ضرور دیتی ہیں اور وہ ظن عمل کے جواز کے لئے کافی ہوتا ہے۔ لیکن عقیدے کے لئے احادیث صحیح متواترہ کا ہونا شرط ہے۔ حالانکہ ان میں سے ایک روایت بھی درج صحت تک نہیں پہنچتی۔ اور عقیدے کے لئے ظن کافی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

إِنَّ الظَّنَّ لَوْ يُغْنِيَنَّ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا - يَتَيْنَا ظَنِّ حَقِّ مِثْلٍ كَمِثْلٍ هُنَّ أَمَّا -

بلکہ کفایت کا ایک عیب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ ظن کی پیروی کرتے ہیں۔

وَمَا يَنْبَغُونَ أَكْثَرَهُمْ إِلَّا قَلِيلًا - ان میں سے اکثر صرف ظن کی پیروی کرتے ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ ظنیات پر عقیدے کی بنیاد قائم نہیں کی جاسکتی اور بلا تحقیق

ہر روایت کو قبول کیا جاسکتا ہے۔ ارشاد الہی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ فَبَيِّنُوا لَهُم مِّن تَلَوِّهِمْ وَأَقْوَمَ
بِحَمَلِهِ فَتَقْضُوا عَنْهُ مَا كُنْتُمْ عَلَيْهِمْ - (اسے بیان والوجہ تمہارے پاس کوئی بد عمل خبر لے
کر آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو کہیں تم کسی قوم پر حملہ کر بیٹھو اور بعد میں نادم ہو)

اس مجتہد امام محمد بن سیرین فرماتے ہیں۔ یہ سند کی تحقیق بھی دین ہے تم اپنا دین
حاصل کرنے سے قبل اس کی تحقیق کر لیا کرو کہ دین کس سے حاصل کر رہے ہو۔

اس لئے ہم نے تمام روایات کا تجزیہ پیش کر دیا ہے۔ اب قارئین خود ہی فیصلہ فرمائیں
کہ مہدی کا کوئی وجود ہے یا نہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ حضرت کی وہ دعا بھی یاد رکھئے جو
آپ نے امیر معاویہ کے لئے فرمائی تھی۔ اے اللہ (اسے ہادی اور مہدی بنا دیجئے) اسے
ہدایت یافتہ اور ہدایت کرنے والا بنا دیجئے۔ اور اس کے ذریعے دوسروں کو ہدایت عطا کیجئے
(ترمذی ج۔ ۲ ص ۲۴۴ مطبوعہ قرآن محل) اس حدیث کے نام راوی ثقہ ہیں۔ اور لحاظ سند
یہ حدیث گذشتہ تمام روایات سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ کیونکہ اس کے اکثر راوی بخاری کے راوی
ہیں۔ یقیناً راوی مسلم کے راوی ہیں اس لحاظ سے یہ شرط مسلم پر صحیح ہے اور جب یہ روایت
صحیح اور سابقہ تمام روایات صحیف، منکر اور مردود ہیں تو کیوں نہ یہ تسلیم کیا جائے کہ اگر
دوئے زمین پر کوئی مہدی ہے تو وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور اگر وہ اس
منصب پر فائز نہیں ہو سکتے تو ان کے بعد کوئی اور مہدی نہیں۔ اس لئے میں اس حدیث کی بنا
پر یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ دراصل ہمارے مہدی امیر معاویہ ہیں اور وہ اس طرفانی سے کوہ
فرو چکے۔ اب کوئی آنے والا مہدی باقی نہیں رہا۔

اگر مہدی سے مراد لغوی معنی ہیں۔ یعنی ہدایات پایا ہوا۔ تو اس معنی کے لحاظ سے ہزار ہا
مہدی گذر چکے ہیں اور آئندہ بھی برابر آتے رہیں گے۔ بلکہ وہ ایک وقت میں سینکڑوں کی تعداد
میں بھی ہو سکتے ہیں، خواہ ان کا نام محمد ہو یا عبداللہ یا نذیر نام سے کچھ بھی فرق واقع نہ ہوگا۔

اور نہ ان کی صرف آمد سے امت شکلات سے عہد بڑا ہو سکتی ہے۔ بلکہ اس کا واحد علاج صرف یہ ہے کہ سب یکے موئن بن جائیں اور باہم متحد ہو جائیں۔ ورنہ اگر ایسی صورت میں مہدی بھی ظاہر ہو گئے تو اس امت کے اکثر افراد انہیں بھی قبول نہ کریں گے بلکہ ہر فرقہ انہیں اپنے مسلک کے مطابق ڈھلنے کی کوشش کرے گا۔ اور ممکن ہے کہ وطنیت اور صوابیت کے پیش نظر بھی ان کی مقبولیت اور عدم مقبولیت پر ایک نئی بحث اور نئے فتنے کا دروازہ کھل جائے اور پھر یہ فتنے مختلف قسم کے فتنوں کو جنم دے۔ ایسی صورت میں بہتر یہی ہے کہ اگر وہ پیدا ہو چکے ہیں تو اپنے عہد کے تخیل سے باز رہیں اور اگر اسکی عالم وجود میں تشریف نہیں لائے تو اللہ سے ہماری دعا ہے کہ وہ کبھی تشریف نہ لائیں۔ تاکہ امت مزید نئے فتنوں سے دوچار نہ ہو۔

یہ بھی ذہن نشین رہے کہ کچھ ضعیف روایات اس قسم کی بھی پائی جاتی ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مہدی حضرت عباسؑ کی اولاد سے ہوں گے۔ ان تمام امور کے برعکس امام ابن ماجہ حاکم اور ابن عبد البرؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے۔

امام مہدی الاعلیٰ بن مریم

علیٰ بن مریم کے علاوہ کوئی مہدی نہیں۔

اگرچہ یہ روایت بھی درجہ صحت تک نہیں پہنچتی۔ لیکن جب ضعیف روایات ہی کا سہارا پکڑنا ہے تو کیوں نہ اس روایت کا سہارا پکڑا جائے۔ چنانچہ نزدیک یہ تمام روایات ضعیف اور ناقابل اعتبار ہیں۔ ان میں سے کسی روایت پر بھی عقیدے کی بنیاد قائم نہیں کی جاسکتی۔

اسلام سے قبل یہود و نصاریٰ اس بات کے مدعی تھے کہ ایک آنے والا آئے گا اگرچہ اس آنے والے سے مراد حضورؐ کی ذات اقدس تھی۔ اور وہ اچکی۔ لیکن چونکہ یہود و نصاریٰ نے حضورؐ کی نبوت کا انکار کیا۔ اس لئے وہ آج تک ایک آنے والے کے منتظر ہیں۔

ان کی دیکھا دیکھی سب سے پہلے سبائی فرقہ اس کا قائل ہوا کہ حضرت علیؑ دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ قرعہ کیا گیا اس کا قائل ہے کہ محمد بن حنفیہؓ زندہ آسمانوں پر اٹھائے گئے اور دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔

تیسرے گروہ اس کا قائل ہے کہ آنے والا ادلاؤ عباسؑ سے ہوگا۔

ایک گروہ اس کا قائل ہے کہ آنے والا ادلاؤ حسنؑ سے ہوگا۔

ایک اور گروہ اسے ادلاؤ حسینؑ سے بیان کرتا ہے۔

ایک فرقہ اسے حتیٰ اور حسینیؑ بیان کرتا ہے۔

ایک جماعت اس کی قائل ہے کہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے

اس لئے کہ ان کی آمد کا تذکرہ متعدد احادیث میں روایت کیا گیا ہے۔

یہ بھی ذہن نشین رہے کہ عربی زبان میں مہدی ہر مدت یافتہ کو کہا جاتا ہے یہ کسی مخصوص شخص کا لقب نہیں، اور نہ قرآن و سنت میں یہ لفظ کسی مخصوص شخص کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ بلکہ ہم جہاں تک احادیث صحیحہ پر غور کرتے ہیں تو ہمیں یہ صاف محسوس ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عربیت کے لحاظ سے اسے عام طور پر استعمال فرمایا ہے اور اس کا ثبوت

یہ نقطہ نظر عام اہل سنت کا ہے لیکن بعض محققین اس آیت قرآنی کے پیش نظر ”وَمَا جَعَلْنَا الْبَشَرِ مِنْ قَبْلِكَ الْخَلْدَ أَفَءَمِنْ مَتِّ فَهُمْ الْخَالِدُونَ“ (اور (اے پیغمبر) ہم نے تم سے پہلے کسی آدمی کو بقائے دوام نہیں بخشا۔ بھلا اگر تمہارا جاؤ تو کیا یہ ہمیشہ جیتے رہیں گے) الا قیامہ آیت ۳۴۔ اور بہت سے دوسرے دلائل کی بنا پر حضرت مسیحؑ کی آمد ثانی کے قائل نہیں ہیں۔

نوٹ: اس مضمون پر ہمارے کتاب ”انتظار مہدی و مسیح“ بہت وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ ادارہ

وہ مشہور حدیث ہے جو حضرت جریر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ جب بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے انہیں یمن ذی اخلہ کو گرانے کے لئے بھیجا جو کعبہ بمانیہ کہلاتا تھا۔ تو حضرت جریر نے
 عرض کیا یا رسول اللہ میں گھوڑے پر چم کر نہیں بیٹھ سکتا۔ جریر کا بیان ہے کہ آپ نے میرے
 سینے پر ہاتھ مارا۔ حتیٰ کہ آپ کی انگلیوں کے نشان میرے سینے پر نظر آنے لگے اور فرمایا۔
 اے اللہ اسے گھوڑے پر ثابت رکھ۔ اور اسے ہادی اور مہدی بنادے۔ صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۲۴
 سنن کی مشہور حدیث ہے۔ معوی سنت اور خلفاء راشدین مہدیین کی سنت کو لاشع
 پکڑو۔ اس حدیث میں آپ نے لفظ مہدی کو جمع کے طور پر استعمال کیا ہے اور خلفاء راشدین کو
 مہدی قرار دیا ہے۔ جس سے یہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ مہدی بہت سے ہوں گے۔ وہاں یہ بھی
 ہوتا ہے کہ ہر وہ خلیفہ جو ہدایت پر گامزن ہو وہ خلیفہ راشد بھی ہے اور مہدی بھی ہے اور
 امیر مومنین میں بدرجہ اولیٰ داخل ہیں۔ کیونکہ ان کی مہدیت کے لئے حضورؐ نے دعا فرمائی۔ اے اللہ
 حضرت جریر بن عبد اللہ بھی مہدی ہیں۔ اور حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ
 بھی مہدی ہیں۔ بلکہ اس لحاظ سے تمام صحابہ کرام مہدی ہیں۔

تعجب تو یہ ہے کہ جس طبقہ فکر میں ہندوؤں اور لاکھوں مہدی گند چکے ہوں اور ان کی
 زندگی کا نمونہ ان کے سامنے موجود ہو۔ پھر بھی وہ ایک خیالی مہدی کے تصور میں سرگرداں ہو۔
 تو اس سے بڑھ کر حیرت کا مقام کیا ہوگا۔

فتنہ ہمدویت

مسئلہ انظارِ ہمدی تاریخ کے مختلف ادوار میں ہمیشہ ایک نئے فتنہ کی صورت میں سامنے آیا ہے اس سلسلہ میں سیکڑوں مدعیانِ ہمدویت کے نام اور حالات پیش کیے جاسکتے ہیں جن کی روشنی میں یہ فیصلہ کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ کہ عبورِ ہمدی کے فتنہ کا بانی کون سا فرقہ ہے اور اس کے پیروں کی کون سی سازش کا فرما تھی۔ یہ عقیدہ پھیلانے والے کون لوگ تھے۔ اور ان کے مقاصد کیا تھے؟

لیکن طوائف سے بچنے کے لئے ہم ان چند مدعیانِ ہمدویت کا اجمالی طور پر تذکرہ کرنا چاہتے ہیں جنہوں نے اولاً ہمدویت کا دعویٰ کیا اور منزلِ منزل سفر کرتے ہوئے مصفاہِ نبوت تک پہنچے یا انہوں نے تاریخ میں کوئی اچھا یا بد کردار ادا کیا۔ عہدِ اول سے لے کر آج تک جن لوگوں نے ہمدویت کا دعویٰ کیا۔ ان کی ایک طویل فہرست ہے۔ لیکن ان میں سے جن بعض کو عالمگیر شہرت حاصل ہوئی ہے ان کی بھی تعداد چالیس سے قطعاً کم نہیں ہے۔

مغیرۃ بن سعید عجمی : یہ تاریخِ اسلامی کا سب سے پہلا ہمدی ہے۔ یہ شخص دالی کو ذوالفائدہ بن عبد اللہ القسری کا غلام تھا۔ یہ مغیرہ عقیدہ کے لحاظ سے خالی قسم کا رافضی اور اول درجہ کا بدتمیز تھا۔ اس نے اولاً ہمدویت کا ڈھونگ چلایا۔ پھر نبوت کا دعویٰ ابنِ شبلہ تاریخ اس معاملہ میں خاموش ہے کہ یہ کب پیدا ہوا۔ اور کہاں پیدا ہوا۔ جادو ٹونے کا ماہر تھا۔ شجود کے طور پر مختلف چیزوں میں آگ لگا دیتا۔ اور اس طرح لوگوں کو گمراہ کرتا یہ دعویٰ کیا کرتا تھا کہ میں مردوں کو زندہ کر سکتا ہوں۔ حضرت علیؓ اور ان کے گھروالوں کے علاوہ تمام صحابہ کو کافر کہتا تھا۔ جب اس کا مالک ذوالفائدہ بن عبد اللہ القسری عراق کا گورنر بنا تو اس نے اس مغیرہ

کو گرفتار کر کر زندہ جلادیا۔

عبداللہ علی بن ابی الماسد کا بیانی ہے کہ میں نے مغیرہ بن سعید الکذاب کو خود یہ کہتے سنا کہ
قرآن میں جو یہ آیت ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ
وَأُتْلَى ذِي الْقُرْبَىٰ وَيُشْهِىٰ عَنِ الْخَشَاةِ
وَالْمُنْكَرِ۔
اللہ تعالیٰ عدل و احسان اور ذوی القربیٰ کو
ملی دینے کا حکم دیتا۔ اور خواہشات اور
منکرات سے روکتا ہے۔

اس میں عدل سے مراد علیؑ احسان سے مراد فاطمہؑ، ایسا ذی القربیٰ سے مراد حسنؑ و حسینؑ
اور فاطمہؑ و عسکریؑ سے مراد ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں و اتفاق سے رافضیوں نے اپنی اپنی تفاسیر میں یہی کچھ بیان
کیا ہے۔

جبر بن عبد الحمید کا بیان ہے۔ کہ مغیرہ اول درجہ کا جھوٹا اور جادو گھر تھا۔ جو زبانی کہتے ہیں
اسے دعویٰ نبوت کے سبب قتل کیا گیا۔ یہ بطور شعبہ مختلف چیزوں میں آگ لگا دیتا۔ جس کے
باعث اہل عراق کا ایک بہت بڑا گروہ اس پر ایمان لے آیا۔ یہ دریائے فرات کے پانی کو تبرک
سمجھتا۔ اور اسے زمزم پر ترجیح دیتا۔

امام اعظمؒ کا قول ہے کہ میں نے اس سے سوال کیا۔ کیا حضرت علیؑ مردوں کو زندہ کرنے
تھے؟ اس نے جواب دیا۔ اس خدات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر حضرت عیسیٰؑ
چاہتے تو قوم عاد اور قوم ثمود کو بھی زندہ کر دیتے۔ میں نے اس سے سوال کیا تو نے یہ
بائیں کہاں سے حاصل کی؟ کہنے لگے میں چند اہل بیت (یعنی اولاد علیؑ) کی خدمت میں گیا۔ انہوں
نے مجھے پانی پلایا۔ جس سے مجھے یہ سب باتیں معلوم ہو گئیں۔

یہ بھی اللہ کا شکر ہے کہ انہوں نے صرف پانی پلایا۔ ورنہ کلمی کا بیان تو یہ ہے کہ ان اہل
بیت نے مسیحؑ منہ میں تھوک دیا تھا جس سے مجھے علم حاصل ہوا۔

اعظمؒ کا بیان ہے کہ یہی سب سے لاکھ شخص ہے جس نے حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کو بر ملا

ایا۔ اس پر خالد نے ہنس کر کہا۔ تیرے گردہ کی سرداری کے لائق تو یہ شخص تھا۔ مجھے ان
 احمقوں نے کیسے اپنا بڑا بنا لیا۔ اس کے بعد خالد نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا
 اس کا یہ قتل سلسلہ میں واقع ہوا۔ قتل کے بعد خالد نے اسے آگ میں ڈالوا دیا۔

(یزید بن ابی اسحاق بن عمار)

ابن حزم کہتے ہیں کہ شیعوں کا ایک فرقہ جسے عادیہ کہا جاتا ہے اس منیر بن سعید کی
 نبوت کا قائل ہے۔

یہ بھی منیر کا ہم عصر تھا۔ اور مذہباً کٹر اصفی
 بیان بن سمعان (۳)۔ اس نے اولاً ہمدانی ہونے کا دعویٰ کیا

پھر نبی بنا۔ اور اس کے بعد اپنی الوہیت کا دعویٰ کیا۔ اس کا قول تھا کہ اللہ حضرت علیؑ میں حلول
 کے ہوئے تھا۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے محمد بن الحنفیہؑ میں حلول کیا۔ پھر محمد کے صاحبزادے
 ابو ہاشمؑ میں حلول کیا۔ اب اللہ مجھ میں حلول کیے ہوئے۔ اس نے باقرؑ کو بھی اپنی نبوت کی
 دعوت دی تھی۔

یہ بیان بنو تمیم سے تعلق رکھتا تھا۔ سلسلہ کے بعد اس نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا۔
 یہ بیان الزید بنی کے لقب سے مشہور ہے۔ اسے بھی خالد بن عبد اللہ القسریؑ نے قتل
 کر کے آگ میں ڈالوا دیا۔ (یزید بن عمار)

اولاً یہ جعفر بن محمد کا بیروکار تھا۔ اصفی عقائد اختیار
 کرنے کے باعث جعفر نے اسے اپنی مجلس سے

نکال دیا۔ اس نے اپنے ہم خیال لوگوں کی ایک جماعت تیار کی اور اپنے ہمدانی ہونے کا دعویٰ
 کیا۔ پھر نبی بنی شاف۔ یہ بھی اپنی دکان چکانے کے لیے صحابہ کو کافر کہا کرتا تھا۔ ہاشم بن
 عبد اللہ کے دور میں عراق کے والی خالد بن عبد اللہ القسریؑ نے قتل کر دیا۔
 جعفر بن محمدؑ اور ہاشمؑ۔ اس کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔ یہ بہت بڑا گمراہ

اور بدعتی تھا۔ اس نے اولاً مہدویت کا دعویٰ کیا۔ پھر قرآن کے مخلوق ہونے کا دعویٰ کیا۔ آخر میں اس نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ جھوٹ ہے کہ اللہ نے ابراہیم کو دوست بنایا اور موسیٰ سے کلام کیا۔ اس نے یہ دعوے اولاً دمشق میں کئے۔ لیکن جب اموی حکومت نے اس کی گرفتاری کے ارڈر جاری کئے۔ تو یہ بھاگ کر کوفہ پہنچ گیا۔ یہاں ۱۲۳ھ میں خالد بن عبد اللہ انصری نے اسے گرفتار کر لیا۔ یہ جعد بن دہیم بقرعید کے روز جمعہ کے وقت گرفتار ہو کر پہنچا۔

خالد بن عبد اللہ اس قیدی کو لے کر حیدر گاہ گید اور نماز کے بعد خطبہ دیا۔

اے لوگو! آج عید الاضحیٰ ہے۔ تم اپنی اپنی قربانیاں بارگاہ الہی میں پیش کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری قربانیاں قبول فرمائے۔ میں اس کی بارگاہ میں جعد بن دہیم کی قربانی پیش کروں گا۔ جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ نے نہ کسی کو دوست بنایا اور نہ کسی سے کلام کیا۔ اللہ کی ذات اس کو اس سے بہت بلند ہے۔ پھر خالد بن دہیم سے نیچے اترا۔ اور جعد کو پکڑ کر عین منبر کے نیچے ذبح کر دیا۔ یہ واقعہ ۱۲۳ھ میں پیش آیا۔ میزان ۱۲۳ھ۔ سیرۃ الرسول محمد بن عبد الوہاب ۲۲۲۔

اسی لئے چارے خالد کو ظالم اور ناجوسی شہور کیا گیا۔ اور غالباً اسی باعث اموی حکومت بھی بدنام لگئی۔ کہ انہوں نے رافضیوں کی اس قسم کی سازش کو نہ پہنچے نہیں دیکھا۔

یہ نسل یہودی تھا۔ اندلس کے قلعہ برباط میں پیدا ہوا۔ جو ان صاحب بن شریف (۵) :

یہود ابو عبد اللہ معتزل کی شاگردی اختیار کی۔ جادو ٹونے میں بہت حاصل کی ۱۲۵ھ میں مہدی اکبر اور ۱۲۷ھ میں اپنی نبوت کا دعویٰ کیا۔ بہت دنیا گراہ ہوئی۔ اور نینتالیس سال تک ان لوگوں پر اس نے حکومت کی۔ آخر کار ۱۲۷ھ میں اس کی موت واقع ہوئی۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ بربر کے علاقے میں اس کا گروہ ایک طویل عرصہ تک قائم رہا۔ اس کے بعد اس کا ایک بیٹا بنی بن کر بیٹھ گیا۔ ابن حزم کا بیان ہے کہ شہر کے بعد اب بھی اس کے ماننے والے اس کی دوبارہ دنیا میں آمد کے منتظر ہیں۔ (اللسان المیزان ج ۲ ۱۲۷ھ)

عبد اللہ بن میمون (۶) الہواز ی :۔ مہدویت اور نبوت کا دعویٰ عبد اللہ بن میمون

اہوازی کو تھکے قریب ایک مضافاتی بستی اہواز میں پیدا ہوا۔ جعفر صادق اور ان کے بیٹے اسماعیل کی خدمت میں ایک طویل عرصہ گزارا۔ اسماعیل کی وفات کے بعد ان کے بیٹے محمد کی خدمت میں مصروف رہا۔ محمد کے انتقال کے بعد ان کے غلام مبارک کو اپنی دعوت کے لیے کو فر روانہ کیا۔ جب ایک معلق تیار ہو گیا۔ تو وہاں پہنچ کر اسماعیلی مذہب کی تبلیغ شروع کی۔ جب لوگوں کا اعتماد میں حاصل ہوا تو ہمدویت کا اعلان کیا۔ اس کا باپ مجوسی تھا۔ جس نے باطنی فرقہ قائم کیا تھا۔ عبداللہ نے اپنے باپ کے مذہب جو سیت کو ترک کر کے اسماعیلی فرقہ کی دعوت کا آغاز کیا۔ شریعت کی پابندیوں کو ختم کر کے اپنی خود ساختہ شریعت کی بنیاد رکھی۔ جب مسلمان اس کے مقابلے کے لئے اٹھے تو ہجاک کر رہے چلا گیا۔ اور وہیں سترہ میں مر گیا۔

:- یہ عبد اللہ بن سبا ہے۔ تاریخ کا مشہور زمانہ کردار۔ یہ نسطر ہمدی

(۷) ابن سبا : تھا۔ متفقہ طور پر مسلمان ہوا اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے

جہل پھیلاتا رہا۔ اس نے اپنے ہمدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ تاریخ اسلامی میں رونما ہونے والے تمام فتوں کا بھی ذمہ دار ہے۔ اسی نے خلافت علیؑ کا مسئلہ اٹھایا۔ حضرت عثمانؓ کے خلاف اکی نے تحریک چلائی۔ اسی نے سب سے اول حضرت علیؑ کی الوہیت کا عقیدہ پیش کیا۔ اسے اور اس کے تابعین کو حضرت علیؑ نے جہنم واصل کیا۔

(۸) ہمدی احمد کیال : فارسی عربی کا بڑا مقرر اور انشا پرداز احمد کیال بنی بھی ہمدویت کے چکر میں مبتلا ہوا۔ اور اپنی سحر بیانی کے بل بوتے پر لوگوں کو

گمراہ کرتا رہا۔ اس نے بھی ایک طویل عرصہ تک ہمدویت کا ڈھونگ د چائے رکھا۔ مؤرخین یکے ہیں تاہم ہمدی یا یہ مقرر تاریخ کے کسی دور میں نہیں پایا گیا۔ یہ اپنے دعوے پر ایسے دلائل پیش کرنا کہ سننے والے انھیں ماننے پر مجبور ہو جائیں۔ یہ مرنے دم تک لوگوں میں نہر پھیلاتا رہا۔ لیکن اس کی موت کے بعد اس کی جماعت قائم نہ رہ سکی۔ اس کی باٹے پیدا انش اور وفات کے بارے میں تاریخ قطعاً خاموش ہے۔

یہ کہہ کر کے ایک چاہ کن کا بیٹا تھا۔ بیل کی سولی کا
 حمدان بن الأشعث قرمط و شرمی تھا۔ اسی باعث لوگ اسے قرمط کہتے تھے
 جس کا سرب قرمط ہے۔ اس نے ۲۷۵ھ میں ہندوستان کا دعویٰ کیا۔ احکام شریعت توڑ
 کر نئے احکامات جاری کیے۔ نہراوان وغیرہ پر شے کو تہریل کر دیا۔ جب اس حمدان کی جماعت
 میں اضافہ ہو گیا تو اس نے بارہ قریب تین کے جو حلقہ اسلامی ممالک میں اس کی دعوت پر
 آسکتے تھے۔

کود لگور زو ستم اسے گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن یہ ستم کی لٹھی نے اسے
 فرار میں مدد دے کر رہا کر دیا۔ اس کے بعد یہ خود توڑ کے مارے روپوش ہو گیا۔ لیکن اس
 کا قرمطی فرقہ دنیا بھر میں اپنی جڑیں پھیلنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے پیروکاروں نے مشہور
 کر دیا کہ قرمط کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمانوں پر اٹھالیا ہے۔

۲۸۱ھ میں ایک شخص یحییٰ بن ہدی نامی ترمک سے اگر حمدان
 - یحییٰ بن ہدی (۱) بن اشعث کے مکان میں بھاگا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ مجھے
 امام ہدی غائب حمدان بن اشعث نے اپنا نائب متین کیا ہے۔ عقرب وہ خود بھی ظاہر
 ہو گئے۔ یحییٰ کا نیز بن علی بن مسلم غلی ماضی تھا۔ اس نے اس کے دعوے کو لوگوں میں پھیلا
 کا ذریعہ کچھ ہی روز میں اس نے شہرت حاصل کر لی۔ لیکن یہ تمام شہرت ابوسعید کی نذر
 ہو گئی۔

ابوسعید جنابی قرمطی : ابوسعید بنی قرمطی نے جب یہ دیکھا کہ یحییٰ بن ہدی اپنی
 سیاست میں کامیاب ہو گیا ہے تو اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ وہ یحییٰ کو اپنی طرف مائل
 کرے۔ تاکہ کسی طریقے سے اسے شکست دے دیا جائے۔

ابوسعید کی بیوی یحییٰ بن ہدی سے جیسا سو فرما کر گئے تھی۔ جب حاکم قلیف کو اس
 کی اطلاع ملی تو اس نے یحییٰ بن ہدی کو گرفتار کر کے اس کی وارسی منہ وادی۔ اور مارا پیلا وہ

شرم کے مارے وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔ جس کے بعد ابوسید نے سلسلہ میں باقاعدہ اپنی ہمدوت کا دعویٰ کیا۔ اور ایک سال کے اندر اندر ایک اسلامی شہر تجرید قبضہ کیا جو آگے چل کر ایسے گمراہوں کا مستقل مرکز بن گیا۔ بالآخر سلسلہ میں یہ شخص اپنے ختمِ حلقی کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس ظلام نے قریبی خاندان کے کئی ایسے سرکردہ لوگوں کو دھوکے سے قتل کیا۔ جن کے بارے میں اسے شبہ تھا کہ وہ ہمدی ہونے کا دعویٰ کریں گے۔ لیکن اہل پیادہ کی ان کوششوں کے باوجود لگاتار ہمدی پیدا ہوتے رہے۔

۱۳) ابو طہر قسریؒ : یہ ابوسیدہ جنابی قریبی کا بیٹا اور جانشین ہے جسے ہاک کرنے کا اعزاز اسی کے خادم نے حاصل کیا تھا۔ ابوسیدہ قریبی سلسلہ میں مارا گیا تو اس کا بیٹا ابو طہر سلطان قریبی اس کا جانشین بنا اور جو ظلم و ستم باپ سے رو گئے تھے۔ وہ بیٹا انجام دینے لگا۔ ابو طہر گمراہ خاندانوں کا ایک فرد تھا۔ باپ دادا ہمدوت کے دعویدار چلے آ رہے تھے۔ اس نے بھی کچھ عرصہ تک ہمدوت کا بارہ اڑھے رکھا۔ لیکن یہ دعویٰ اسے کچھ زیادہ پسند نہیں آیا۔ چنانچہ اس نے ہمدوت کے بد نبوت اور بد حیثیت کا دعویٰ کیا۔ اس کا اقتدار پر قبضہ مسلمانوں کے لیے بہت تباہ کن ثابت ہوا۔ یہ ایک خلیفہ گروہ کا فرد تھا۔ لیکن اس کے منگولانہ اقدام نے ظلم و ستم کے تمام سابقہ دیکھ ڈکھ ڈالے اور اس کے مظالم کے سامنے ہاک اور چنگیز خلیفہ کی بربریت بھی پیچ نکرتے آئے تھے۔ اسلام کو فتنہ تاتار سے بھی وہ نقصان نہیں پہنچا جو اس باطنی تحریک کے علبرداروں کے ہاتھوں اٹھایا۔

۱۴) میں مکمل طور سے عاجیوں کا ایک قافلہ ویسے آ رہا تھا۔ راہ میں ابو طہر قریبی کے حکم پر قریبی فوج نے اس قافلہ کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور قافلہ میں شامل تمام افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس حادثہ نے اتنی دہشت طاری کی کہ اگلے سال لوگ حج پر نہ جاسکے۔ کیونکہ کسی کی جان محفوظ نہ تھی۔

ابو طہار نے مسلمانوں کے متعدد علاقوں پر بزورِ شمشیر قبضہ کرنے کے بعد پہلو دھرت

صاف نہ ہو کہ لکھا۔ مسلمان اس کے ہم سے کانپنے لگے۔ غفلت بنداد کا مال خود پتلا تھا۔
 اس لئے ہر گھر کی سرکوبی کے لئے کوئی بڑی کاروائی نہ ہو سکی۔ ابو طلحہ ہرنے اپنے صدر مقام، ہجرہ
 میں ایک مسجد بنوائی۔ جس کا نام دارالہجرت رکھا۔ بعد جب مکہ ہو گئی تو اس پر یہ جنون ہول
 ہو گیا کہ مسلمانوں سے اپنے دارالہجرت کا حج کرائے۔ اس مقصد کے تحت اس نے یہ
 فیصلہ کیا کہ کسی ترکیب سے جسے اس کو اکھاڑ کر مکہ سے لایا جائے۔ اور دارالہجرت میں نصب
 کیا جائے۔ تاکہ مسلمانوں کو اس کی کشش یہاں پہنچانے کا ذریعہ ثابت ہو۔

بیت اللہ پر حملہ

اپنے اس ارادے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ابو طلحہ ہرنے فوج کی تنظیم نو کی۔ اور
 فوجی ہرق میں مناد کیا۔ اپنی طاقت میں کئی گنا اضافہ کرنے کے بعد اس نے شامہ کو وہ جواز
 قدم اٹھایا کہ زمین و مکان کر ز کر ہو گئے۔ عرش الہی کا پکپ گیا۔ وہ اپنے صدر مقام
 الہجرہ سے ایک فکرجار کے ساتھ چلا۔ اور چند روز بعد مکہ معظمہ کے باہر جا پہنچا۔ اہل شہر
 نے اسے کبریتش پر حملے سے روکنے کی کافی کوشش کی۔ اور حتی المقدور مقابلہ کیا لیکن ان کی
 کوشش کارگر نہ ہو سکی۔

چنانچہ وہ دندنتا جہا کو منظر پہنچا۔ اور راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ کو روندتا ہوا
 آگے بڑھا۔ اور کعبہ ہش کے قریب جا پہنچا۔ اس شہر کا امن و امان تہ وبالا ہو گیا۔ انسان کا جبر
 مصلیٰ کی طرح کاٹ دئے گئے۔ اس نے شہر میں قتل عام کا حکم دیدیا۔ اس کے حکم پر ابھی
 یہ قتل عام جاری تھا کہ اس نے اپنی بدبختی کا مزید مظاہرہ کیا کہ اپنے گھوڑے پر سوار تنگی
 توڑ لئے ہوئے مسجد حرام میں داخل ہوا۔ اور بڑی بے دردی سے غازیوں کے قتل عام
 کا حکم دیدیا۔ پہلے ہی حملے میں ایک ہزار خازی شہید کر دئے گئے۔

پھر اس سنگدل انسان نے منافقوں کے قتل عام بھی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ غلام

کی تزیین بے حرکت پر کرنا بدھلی۔ اس نے مسجد حرام مکہ میں شراب منگوا کر پی۔ اس کی حرکت پر نیم مردہ مگر زندہ دل مسلمانوں نے احتجاج کیا۔ تو اس نے اپنے مددگارے ہوئے گھوڑے کے سامنے بیٹھی بھائی۔ تو اس نے مسجد میں پینا ب کر دیا۔

اس کے بعد اس نے حکم دیا کہ شہر مکہ میں جو زندہ انسان نظر آئے اسے جتا مل موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ شاہ عبدالعزیز نے تھوڑا سا عشرۃ میں تجزیہ کیا ہے کہ اس غارتگری میں جتنی ہزار جہان شہید ہوئے۔ سورمین کا یہاں ہے کہ اس قتل عام کے دوران علی بن بابوہ نامی ایک شخص نے طواف جاری رکھا۔ اس جرم کی پاداش میں ہزاروں قریبی اس پر ٹوٹ پڑے۔ اور توحید کے اس پروانے کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے اس کے بعد ابو لہر قرظلی نے باقی رہ جانے والے مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا۔

اے گدھو تم کہتے تھے یہ امن کا گھر ہے۔ اب وہ امن کیا ہوا؟ ہم نے جو چاہا کیا جسے چاہا زندہ رکھا، اور جسے چاہا پکڑ کر مار دیا۔ اس کے بعد میرنگہ ابو حلب شرعاً شہر کا ایک وفد لے کر قرظلی کے پاس آیا۔ اور اللہ کے نام پر باقی ماندہ حایوں کی جان بخشی کی اپیل کی۔ مگر ابو لہر نے ان شرعاً شہر کا سندش قبول کرنے کے بجائے ان سب کو دین قتل کر دیا۔ یہ نہ سمجھتے کہ قتل عام جو تار ہوا اور مکہ کے مسلمان خاموش تماشائی بنے رہے۔ قتل عام بھی جاری رہا اور مسلمان نکتہ نے بھی ہمت نہ ہاری، وہ کٹے رہے مرتے رہے۔ مگر کب تک لڑتے۔ کتنے لوگ مرتے۔ شہداروں کا اثر سے لگی کرچے بھر گئے۔ اب چند ہی نفوس باقی تھے جو مرنے مارنے پر تیلے ہوئے تھے۔ جب ان کی مزاحمت کم ہوئی تو ابو لہر کے اندر سے پراس کی فوج نے بیت اللہ کا دروازہ توڑ دیا۔ ابو لہر نے آگے بڑھ کر غلاف کعبہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ ایک شخص کعبہ کی چھت پر چڑھا اور میزاب کو کھانا چاہا۔ ایک مسلمان قیدی کی زبان سے یہ سنا کہ لگا کر اے اللہ آپ کتنے عظیم ہیں کہ یہ سب کچھ برداشت کر رہے ہیں۔ اچانک وہ شخص نیچے گرا۔ اور اس کا داغ پاش پاش

ہو گیا۔ دوسرا شخص اوپر چڑھا لیکن وہ بھی پیچھے گر کر قہم ہوا۔ الغرض اسی طرح سات شخصوں نے میزrab اکھاڑنے کا کوشش کی۔ لیکن سب کو ہی حشر ہوا۔

ابو طاہر نے بیت اللہ کے اس خزانے پر بھی قبضہ کر لیا۔ جس کے بارے میں روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ اسے امام مہدی مسلمانوں میں تقسیم کریں گے۔ امام مہدی کو نہ تو آنا تھا اور نہ آئے لیکن ایک رافضی مہدی نے وہ خزانہ اپنے فوجیوں کے حوالے کر دیا۔ روایات کا یہ حصہ کہ وہ خزانہ جو زاد جاہلیت سے محفوظ چلا آ رہا ہے اور سلاطین اسلامیہ جس میں اضافہ کرنے رہے ہیں۔ امام مہدی آکر اسے تقسیم کریں گے۔ یہ تصور اس واقعہ کے ساتھ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔ اگرچہ اس تصور پر ہمارے قلاب بھی ایمان رکھتے ہیں تو انھیں یہ بھی تسلیم کرنا ہو گا کہ ابو طاہر قسطنطنیہ امام مہدی تھا کیونکہ اس نے وہ تمام حرکات انجام دیں جو امام غائبؑ کا انجام دیں گے۔

ابو طاہر کئی روز تک اس پتھر کو تلاش کرتا رہا۔ جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نقش پایا ہے۔ اس کی تلاش کے لیے اس نے بہت سول کا خون بہایا۔ لیکن کسی نے نہیں بتایا کہ وہ پتھر کہاں ہے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ اس پتھر کو خادان کعبہ نے وہاں سے نکلوا کر مکہ معظمہ کی گھاٹیوں میں لے جا کر پھینک دیا تھا۔ یہ واقعہ ہم اذی الجوسلہ کو پیش آیا۔

مورخین کہتے ہیں کہ ابو طاہر چھ روز یا گیارہ روز مکہ مکرمہ میں رہا۔ اور ان تمام دنوں میں اللہ کے گھر میں لوٹ جا رہا اور قتل و غارت کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ ابو طاہر کے حکم سے حقہ زمزم بھی گرا دیا گیا۔ اسی کے بعد وہ حجرا سرد اکھاڑ کر اپنے دارالحکومت دارالبیروہ لے گیا۔ حجرا سود کو اس نے اپنی دارالبیروہ کی مسجد کے منبر پر دروازے کے قریب نصب کرا دیا۔ اور مکہ معظمہ میں حجرا سود کی جگہ خالی رہ گئی۔

اس کے بعد ابو طاہر نے اپنی طرف میں عبید اللہ بن العباسؑ کے نام کا خطبہ جاری کر دیا۔ چونکہ زلفیہ حج کے لیے امن کا ہونا شرط ہے۔ لیکن اس حادثہ کے بعد ابو طاہر کی سفاکی کی وجہ سے امن موقوف ہو چکا تھا۔ اس لئے دس سال تک مسلمان حج بیت اللہ کی سعادت سے محروم رہے۔ چنانچہ

۳۱۷ء سے ۳۲۷ء تک مسلمان قیام امن کے منتظر رہے۔ لیکن امن قائم ہونے کی نوبت نہیں آئی۔ اور ہر سال مسلمانوں کو ایسی ہی ہوتی رہی۔

آخر کار ابوطاہر کے ایک دوست ابو علی عربی یحییٰ نے شکستہ میں سفارتی کی کہ ہر حاجی سے پانچ دینار فی اونٹ محصول لے کر حج کی اجازت دی جائے۔ اس تجویز کو ابوطاہر نے بھی پسند کیا۔ اور اس طرح حجاج کو آنا دے کے ساتھ حج کرنے کا موقع مل گیا۔

یہ پہلا ٹیکسی تھا جو حاجیوں کو حج کی ادائیگی کے لیے ادا کرنا پڑا۔ اس کے بعد یہ رسم جاری ہو گئی۔ فرق صرف اتنا واقع ہوا کہ ابوطاہر نے یہ ٹیکسی اونٹ پر عاید کیا تھا۔ اب یہ ٹیکس حاجیوں کی قوت پر عاید ہوتا ہے۔

کئی سال بعد خلیفہ بغداد کے ایک حاجی محمد بن یاقوت نے ایک خط کے ذریعہ ابوطاہر سے یہ مطالبہ کیا۔ کہ اگر وہ حاجیوں کے ساتھ تعزین کرنا چھوڑ دے اور حجر اسود واپس کر دے تو خلیفہ بغداد ان تمام علاقوں پر اس کا قبضہ تسلیم کریں گے جو اس نے زور و شمشیر مسلمانوں سے حاصل کیے ہیں۔ ابوطاہر نے جواب دیا کہ آج کے بعد حاجیوں سے کوئی تعزین نہ کیا جائے گا۔ لیکن حجر اسود کی واپسی کے بارے میں اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

بالآخر جب ابوطاہر کو یہ یقین ہو گیا کہ حجر اسود ”دارالعبودہ“ میں نصب کر کے باوجود یہاں کوئی مسلمان حج کے لیے نہیں آتا تو یہ نرم پڑ گیا۔ اس سے قبل خلیفہ عباسی حجر اسود کو مدیسی کے لیے اسے پچاس ہزار دینار دینے کو تیار تھا۔ لیکن اس نے انکار کر دیا تھا۔ لیکن اتفاق سے ۳۳۹ء میں واپس کرانے کے لیے کوثر بیچ دیا۔ پھر وہاں سے مکہ بھیجا گیا۔ اور ذی القعدہ ۳۳۹ء میں بائیس سال بعد حجر اسود اپنے مقام پر نصب کیا گیا۔

ابن کثیر لکھتے ہیں بہت سے لوگوں نے بیان کیا ہے کہ قرطہ جب حجر اسود کو اکھاڑ کر لے گئے تو راہ میں کچھ دیر کے بعد اونٹ تنک کر بیٹھ جاتا تھا۔ اور اس کے کوہان میں زخم پیدا ہو جاتا تو فوراً دوسرا اونٹ تبدیل کیا جاتا۔ لیکن واپسی کے وقت ایک اونٹ اسے

لے کر آیا۔ اور اسے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ الہیاء الکلیہ ج ۱۱ ص ۲۳۲

زکریہ بن ماہر و قمر مطلی :۔ مذکورہ گاہوں کے طبقے کا ایک فرد تھا۔ جس نے غنی

کا طرح ہندو کے اپنی اور نائب ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور بہت سے لوگوں نے اس کے ہاتھ

پر بیعت کر لی۔ غلیفہ معتقد جماعت کے دور میں اس کے غلام رفاقت نے اس زکریہ کے خلاف فوج

کشی کی۔ لیکن زکریہ کا میاب رہا۔ دوسری دفعہ احمد بن طائی کے غلام شکی نے اس کے مقابلہ میں

فوج اتاری اور زکریہ کو گرفتار کیا۔ لیکن وہ کس طرح رہا ہو کر فرار ہو گیا اور ایک عرصہ تک روپوش

رہا۔ زکریہ کے بعد اس کے بیٹے بھی بن زکریہ بنے۔

یہ بھی بن زکریہ :۔ دعویٰ ہندویت کیا۔ اور ایک طویل عرصہ تک حکومت

اسلامیہ کے خلاف سرگرم عمل رہا۔ مگر جب غلیفہ مکتفی کو مسلم برادر اس کی حیثیت بہت بڑھ گئی

ہے۔ تو اس نے یکنے کے خلاف فیصلہ کن جنگ کا حکم دیدیا۔ آخر کار کئی جنگی معرکوں کے بعد ۹۹۲ء

میں غلیفہ مکتفی کے ایک سپہ سالار کے ہاتھوں یہ یکنی ماری گئی۔

اس دوران زکریہ قمر مطلی جو ایک طویل عرصہ تک

مردہ پڑا تھا۔ دوبارہ ظہر ہو گیا۔ اور اس نے

عاجیوں کے کئی قافلہ لٹائے۔ غلیفہ مکتفی نے اس کی سرکوبی کے لیے متعدد لشکری بھیجے مگر سب

ناکام رہے۔ اس نے لشکر کشی کے جواب میں طومار میں کئی ہزار جماعت تہ تیغ کرائے۔ بالآخر

غلیفہ نے وصیف کی سرکردگی میں ایک بڑی فوج اس کی سرکوبی کے لیے روانہ کی۔ (طائی کے

دوران وہ زخمی ہو کر گرفتار ہوا اور چھ روز بعد مر گیا۔

یہ ان کا نام بھی اتفاق سے یہ بھی بن زکریہ ہے۔ یہ بڑا

مستحق اور پارسلان تھا۔ لوگ اس کی نیکی اور حقوے

کا قہر کھاتے تھے۔ یہ پناہ حافظہ کا ملک اور آتش و اظہیب تھا۔ اس نے بھی ہندویت

کا دعویٰ کیا۔ ان کے زہد و تقویٰ اور پارسلان کو دیکھتے ہوئے ناکوں افراد اس کے مرید ہو

گئے۔ ۱۸۹۰ء میں اس نے مزید قدم آگے بڑھایا۔ اور اپنی ہمدویت کبرئی کا دعوے کیا۔ (یعنی) اب تک جو جہد کی گزرے تھے وہ چھوٹے موٹے ہمدکی تھے، اس نے بھی مسلمانوں کا ہنس پناہ قتل عام کیا۔ آخر کار ۱۹۰۰ء میں میدان جنگ میں ادا گیا۔

۱۷۔ زکریہ کا ایک بیٹا حسین نامی تھا۔ اس نے بھی ہمدیت کا دعویٰ کیا۔ باویہ شیخوں کے کٹر قائل تھے اس کی ہمدیت کا دعویٰ کیا۔

۱۸۔ حسین بن زکریہ (۱۷) اس کے چہرے پر ایک تل تھا۔ جسے یہ اللہ کی نشانی بتاتا تھا۔ اس تل کی باعث صاحب الشہرہ کے لقب سے مشہور ہوا۔ اس کے مظلوم کی داستان بھی بڑی شرمناک ہے لیکن اس کی موت کے بارے میں مسلم نہ ہو سکا کہ کب اور کہاں فوت ہوا۔

۱۹۔ عید اللہ الہدیٰ (۱۸) عید اللہ الہدیٰ اور محرمی خاندان کے چشم و چراغ عبداللہ بن میرن اہورازی کے بیٹے عید اللہ نے بھی اپنی خاندانی روایات کے مطابق ہمدیت کا دعویٰ کیا۔ کئی علاقوں پر قبضہ کیا۔ اور چوبیس سال حکومت کر کے ۱۹۰۰ء میں دنیا سے کوچ کر گیا۔

۲۰۔ عید اللہ الہدیٰ (۱۹) عید اللہ الہدیٰ کی اس نسل کا بد قماش انسان تھا۔ اس نے بھی ہمدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ کئی معرکوں میں اور اسلامی سطحوں کے لئے تباہی کا باعث بنا۔ آخر کار اس کی سلطنت میں اتنا اضافہ کہ یہ افریقہ پر قابض ہو گیا۔ اور خود کو امیر المومنین کہلانے لگا۔ انجام کار یہ بھی ایک جنگ میں ہلاک ہوا۔

۲۱۔ عید اللہ الہدیٰ (۲۰) عید اللہ الہدیٰ اور فرد عید اللہ نے بھی ہمدیت کا دعویٰ کیا۔ اس کے واقعات بھی نہایت طویل و شرمناک ہیں۔ اس نے بھی کئی معرکے سر کیے۔ اور کئی بار ہلاکت کر کے ۱۹۰۰ء میں مر گیا۔ ابو علی منصور حاکم یا مر اللہ :- یہ بھی اسی طبقہ ہمدیت کا ایک فرد تھا۔ یسوی

کے قول یہ تمام زندیقوں کا سر تاج تھا۔ ۸۶ھ تک برسرِ اقتدار رہا۔ اس کے مظالم کی کوئی حدود نہایت نہ تھی۔ موزنین کا دعویٰ ہے کہ فزول مصر کے بعد اس سے بڑا ظالم اور جفاکار انسان اور گنہگار نے جنائی نہیں۔ لیکن اس کے باوجود اسے اپنے ہونے کا دعویٰ تھا۔ اس کے ہم شراب لوگ اس کی پرستش کرتے تھے۔ اس نے اسلام کو جتنا سوا کیا مار مار کر اس کی کوئی مثال ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔ یہ اپنی بہن کے اشارے پر اس کے غلاموں کے ہاتھوں قتل ہوا۔ یہ واقعہ ۸۷ھ اثنائے ۸۱ھ میں پیش آیا۔ حاکم کے قتل کے بعد اس کی بہن بنت الملک ملک کی نگران بنی۔

۸۲ھ حسن بن صباح
:- اسلام میں ایک خوفناک فرقہ پیدا کر کے دلا انسان ہے۔

اس کے حالات نہایت دلچسپ اور حیرت انگیز ہیں کہ انسان کے روحی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایک مذہب اس کے نام سے کانپنا شروع اس کے حالات سے تاریخ بھری ہوئی ہے۔ یہ بھی مدعی ہمدویت تھا۔ اس کے پیروکار گناہی صریح نکال کرتے رہے۔ حتیٰ کہ ہلاک خاں نے ان کے مرکز کو ختم کیا۔ حسن بن صباح کی جنت مشرق کی جنت کی طرح مشہور ہے۔ اسی کا فرقہ اسماعیلیہ کہا جاتا ہے جو غافان اسی حسن بن صباح کی اولاد میں۔ شمس تبریز اور علی شاہ بطلندر اسی فرقے سے تعلق رکھتے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ جلال الدین رومی نے بھی شمس تبریز کی تقلید میں یہ مسلک اختیار کیا تھا۔
۸۳ھ محمد بن عبد اللہ قورمت حسنی
:- محمد بن عبد اللہ قورمت حسنی ۸۵ھ میں پیدا ہوا اور ۸۴ھ میں اپنی ہمدویت کا دعویٰ کیا۔ یہ شخص

انتہائی نیک اور پارسا انسان تھا۔ اس کی فتوحات بھی طویل ہیں جن کی تفصیل کہ یہاں مختصر نہیں۔ ۸۳ھ میں اس نے اپنے رفیق کار عبد المؤمن کو اپنا جانشین بنایا۔ اور کہنے لگا۔ میرا آخری وقت آن پہنچا ہے اور اس کے بعد انتقال کر گیا۔ اس نے اپنی جماعت کو موحیدین کا نام دیا تھا۔ اور کئی بات تو یہ ہے کہ اس کے پیروکار بھی اور پارسی کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ انھیں بالعموم ادبی عنان فکر پر سختی سے عمل کرتے تھے گویا یہ ایک معروف قسم کا ہدیہ تھا۔

اپنی ہمدویت خزانے کے لیے بڑے پاپڑیلے۔ اور مختلف شہروں میں ہاکر کام کرتا رہا۔ ایک بڑی تعداد میں اس نے اپنے پیروکار بنائے۔ آخر کار ۱۸۷۱ء میں تریپٹھ سال کی عمر میں غریب لائق اور درماندگی کے عالم میں دنیا سے مل بسا۔

دعوتِ ہمدویت کے علاوہ اس شخص کی زندگی میں اور کوئی عیب نہ تھا۔ اور نہ کوئی مسلمان اس کی تلواریں شکر ہوا۔ اس لحاظ سے یہ ایک الوکھا ہمدوی تھا۔ اس کی سند و غایت کافی دن تک چلتا رہا۔

۱۔ سید محمد جوہر پوری کے فسوق کے ایک پیروکار عیساؑ
یہی افغانی نے بھی ہمدویت کا دعویٰ کیا۔ لیکن یہ

دعویٰ صرف زبانِ متک محدود رہا ایک روز خلیل الدین اکبر نے اس سے علیحدگی میں اس کے دعوے کے بارے میں سوال کیا۔ تو اس نے جواب دیا مجھے یہ فرقہ اچھا لگتا تھا۔ اس لیے میں اس میں شامل ہو گیا۔ اب میں اس سے سیریز ہوں۔ بکرنے اس کی بڑی قدر و منزلت کی۔ ۱۹۱۲ء میں جب اکبر الگ گیا تو اس نیند کی دوبارہ بویا۔ اور گزراوقات کے لیے کچھ جاگیر دیا۔ مگر اس نے اپنے سالکار کر دیا۔ لیکن اس کے باوجود اکبر نے زبان جاری کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ہمدویت سے توبہ کر لی تھی۔ کیونکہ اس کی باقی عمر یاد الہی اور توکل مانکر میں گزری ہے۔ مسئلہ میں نوے سال کی عمر میں اس کا انتقال ہوا۔ اس فرقہ نے کافی ترقی حاصل کی۔ مگر اس فرقہ کی گراہی بڑھتی رہی جو خود سید محمد جوہر پوری میں نہ تھی۔

۲۔ حاجی محمد فرہادی :
جوہر پوری کے فرقہ کے ایک فرد حاجی محمد فرہادی نے بھی ہمدویت کا دعویٰ کیا۔ اس نے سید محمد جوہر پوری

کی شریعت کی جو اس کے پیروکاروں نے اسے نبوت کا درجہ دے کر خود ہی وضع کر لی تھی تبلیغ و تبلیغ کرتا رہا۔ آخر کار اپنے مذہبی و کاندروں کے ہاتھوں مارا گیا۔ جوہر پوری فرقہ کچھ بھی موجود ہے۔ اس کے اثرات حیدرآباد وکن میں پائے جاتے ہیں۔

۔۔ جلال الدین اکبر سنل اعظم میں بھی ہمدویت کے چراغ پائے جاتے

تھے۔ اس کے تذکرے میں بابا کا اسی کے دعوے کی جھلک

(۳۱) جلال الدین اکبر

مکتی ہے۔ لیکن بحیثیت ہمدی اسے شہرت نہیں ملی۔ اس کی بادشاہت ہمدویت پر غالب رہی۔
یہ اپنے دور کا بدترین بادشاہ تھا۔ اس نے دین الہی جاری کیا۔ لوگوں سے خود کو سجدہ کرایا اور
خود بیچ اٹھ کر سورج کی پرستش کرنا۔ دنیا کے ہر مذہب کا رنگ اس پر چھایا ہوا تھا۔ شیوا دیو، مسلم یعنی
جہانگیر بادشاہ کی ایک روایت ہے۔ طافی مٹھی میراں صدر جہاں کے اصرار پر اکبر نے نرے وقت
کلہ اسٹاپ رکھا تھا۔ یہی ان ہی بدلی ہوئے۔ لیکن بعض مورخین کہتے ہیں کہ کلہ نہیں پڑھا تھا۔ بلکہ اسٹاپ
نام لیا تھا۔۔۔ اتفاق سے اس کے تذکرے میں یہ بھی پایا جاتا ہے کہ وہ اسٹاپ اکبر نامطلب۔ یہ اس کا
تھا کہ اکبر الٹا ہے۔ اب اس کی بہتر تائید ہے کہ اس نے جس الٹا کا نام لیا تھا۔ سنا ہے اس میں
کا انتقال ہوا۔

۔۔ اس کے بدلے میں مشہور ہے کہ وہ مغلوب الحال

اولیاء میں سے تھے۔ ایک دفعہ عالم وجد میں سا کر

(۳۲) سید محمد بخش جونپوری

کئی اکبر ہا ہے امت جہدی کہ تہدی ہے۔ اس سے وہ مجھ بیٹھا کہ میں ہمدی ہولہ ہند اپنے
ہمدی جو بنے کھدوی کر دیا۔ اگرچہ آخر عمر میں اس نے ہمدویت سے توبہ کر لی۔ لیکن پیر و کار دونوں
میں تقسیم ہو گئے۔

(۳۳) ابو العباس احمد بن عبد اللہ سلجاسی

۔۔ اس کا لہذا کا نام ابراہیم بن احمد بن عبد اللہ

بن محمد بن عبد اللہ سلجاسی ہے یہ ابن ابی

علی کے نام سے مشہور۔ راکش کا باشندہ تھا۔ مغرب کا ہمدی کہلاتا تھا۔ یہ راکش کے ایک فقیر
سلجاسانی میں پیدا ہوا۔ شروع میں لوگوں کو نیکی کی تعلیم دیتا رہا۔ اس نے بھی اپنے دشمنوں کا
ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ مگر انجام کار اس نے اس میں راکش میں رٹتے ہوئے مارا گیا۔ اس کی لاش چور ہے
پر لٹکادی گئی۔ اس کے ساتھیوں کے سر پر مہا بری چڑا ہے پر لٹکے رہے۔ اس دور کے مشہور

فقیر ابو زکریا نے اس کے قتل کا حکم دیا تھا۔

۔۔۔ تین کے ایک قصہ میراث میں پیدا ہوا اور ہمدویت کا دعویٰ کیا

آخر عمر میں کہ ستر کا رخ کیا اور ستر کا کہ ستر میں انتقال کیا

(۳۳)
احمد بن علی میراثی

یا کہنہ میں دفن تھا۔ شروع میں اس نے اپنے دور میں بے مثال تھا۔

۔۔۔ ازنگ نامی ایک گاؤں میں پیدا ہوا۔ اور ہمدویت کا دعویٰ

کیا بے شمار لوگ اس کے سبب گمراہ ہوئے۔ امیر احمد خان کو مل

(۳۵)
محمد جمہدی بازکی

فوج اس کے مقابلے میں تھی۔ وہ خود تو میدان سے بھاگ گیا۔ مگر اس کا بھائی پکڑ لیا گیا۔ احمد خاں کی فوج نے

ازنگ کی لاش سے اینٹ بجا دی۔ کچھ عرصہ بعد جب جمہدی پکڑا گیا تو اسے دربار میں پیش کیا گیا۔

وہ علماء کے مقابلے کے سامنے دم بخود ہو کر تائب ہو گیا۔

برہنہ کی کاہنہ ہے کہ اس نے تائب ہونے کے بعد میں شہادہ میں اسے دیکھنے گیا۔ میں نے

اسے بڑا عابد، پختہ گزار، بہت ریاضتیں کرنے والا۔ اکل مال کا پابند اور حرام چیزوں سے بہت

دور پایا۔

۔۔۔ سلطان علی کو زمان کے ایک علاقہ عسقلانیہ میں ایک شخص جمہدی

نامی نے دعویٰ کیا کہ میں مسیحی ہوں۔ پھر اس نے اپنے لڑکے کا

(۳۶)
جمہدی محمد عسقلانی

نام قدر رکھ کر بیٹے کے ہمدی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ بے شمار اشخاص اس کے سر و کار بن گئے۔ اس زمانہ میں

ایک بابائی مسیحی نے اپنے سہیل ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ لوگوں میں شور ہو گیا کہ امام ہمدی اور حضرت مسیح

دونوں دین میں تشبیہ لے آئے ہیں۔

جمہدی نے کئی علاقوں پر بندوق بھرا کر لیا۔ یہ صورت حال دیکھ کر والی موصل نے اس کے خلاف

حکومت کی۔ انجام کہ امام ہمدی کے والد اعظم عبداللہ سمرقند ہو کر آئے۔ انھیں سلطان محمد چہارم کے سامنے

پیش کیا گیا۔ تو جمہدی نے اپنے بیٹے کی ہمدویت سے قرآن انکار کر دیا۔ اس نے بیٹے کو بھی توبہ کی تلقین

کی۔ سلطان نے بیٹے اور باپ دونوں کو معاف کر دیا۔

(۳۷) ۱۔ مرزا علی محمد باب شیرازی نے بھی مہدویت کا دعویٰ کیا۔ یہ شخص یکم موم ۱۲۳۵ھ

علی محمد باب : کو شیراز میں پیدا ہوا۔ اس کے پیر و کاروں میں ایران کے بڑے بڑے اہل علم شامل ہو گئے تھے۔ اس کی علمی جہالتوں سے ایرانی ادب بھرا پڑا ہے۔ اس کے بہت سے جانشین پیدا ہو گئے اور اس طرح بابی غریب کا آغاز ہو گیا۔ اس کے بعد ایران میں جتنے مہدی اور فرضی نبی تیار ہوئے۔ ان سب نے اس باب کی تقلید کی۔ اس کا استدلال بیست زور دار ہوتا۔

قرۃ العین : ۱۔ زریں تاج المعروف بہ قرۃ العین بھی ان عجوبہ روزگار لوگوں کی فہرست میں شامل ہے۔ جنہوں نے مہدویت کا دعویٰ کیا۔ یہ دراصل باب کی پیروکار تھی۔ اس نے اپنا سب کچھ باب کے لیے قربان کر دیا تھا۔ یہ باب کا خط پڑھ کر بن دیکھے ایمان لے آئی تھی۔ اس نے باب کیلئے دنیا جہاں کو چھوڑ دیا تھا۔ بڑی ذہین عورت تھی۔ اس کا فارسی کلام فارسی شعراء کے مجموعی کلام پر حادی نظر آتا ہے۔ اس کے باوجود اس نے خود مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کو باغ لالہ زار میں گلا دیا کر ہلاک کر دیا گیا۔

(۳۹) ۱۔ ۱۸۴۸ھ کا مرد مجاہد محمد احمد سوڈانی۔ دیباچے نیل کے تیسرے آبشار کے قریب بہت کم سن پیدا ہوا۔ اس کے باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ بیان کیا جاتا ہے۔ اس کا باپ عبداللہ کشتی ساز تھا۔ اس نے محمد احمد کو اپنے بھائی شریف الدین کے پاس کشتی سازی کافنی سکھنے کے لئے بھیج دیا۔ لیکن محمد احمد اپنے چچا کے پاس سے بھاگ کر سوڈان چلا گیا۔ اور سوڈان کے دارالسلطنت خرطوم جا پہنچا۔ اور اسلامی علوم حاصل کرنے لگا۔ اور بارہ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ مہدیوں کا تاریخ میں یہ ایک ایسا پادشاہانِ مگر ہے کہ فرشتے بھی اس کے تقدس کی قسم کھائیں، ہو سکتا ہے کہ اس کی مہدی سے مراد وہ حضورِ مہدی نہ ہو جس کی آمد کے بارے میں لوگ فرضی توقعات وابستہ کئے بیٹھے ہیں۔ چونکہ یہ ایک عالم تھا اس نے لفظ مہدی کے لغوی معنی یعنی ہدایت یافتہ مراد لے کر سوڈانیوں کو انگیز کے خلاف کربستہ کیا ہو۔ جیسا کہ محمد بن عبداللہ بن تہمت نے مہدویت کا دعویٰ کر کے موصوفی کی جماعت تیار کی۔ اور دعوتِ توحید شروع کی۔ اس جماعت کے تمام افراد سختی سے دین پر عمل پیرا تھے۔ ان کی تمام فکر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے دائرہ میں محدود تھی۔ الغرض یہ دو ہستیوں ایسی گزری

ہیں کہ جو تمام مہدیوں سے جماعہ نہیں۔ ان حضرات کو معروف مہدی کے لحاظ سے مہدی کہنا ان کی سراسر توہین ہے۔

محمد احمد موٹوالی بہت نیک اور پارسا انسان تھا۔ اسے مہدی کا خطاب بھی اس لئے ملا۔ یہ ایک مرد مجاہد تھا۔ اس نے انگریزوں کو ناکوں پہنے چرائے ہیں۔ تمام عمر اللہ کے دشمنوں سے برسوں کا کر رہا۔ اس کی دعوت بہت پر اثر تھی۔ اس کی آواز میں سوز بھرا ہوا تھا۔ اس نے خود مہدویت کا کوئی دعویٰ بھی کیا بلکہ اس کے متحبین نے اس کی مجاہدانہ اسپرٹ کو بیش نظر رکھتے ہوئے اسے مہدی کا خطاب دیا۔ اور اس نے سیاسی مصالح کو بیش نظر رکھتے ہوئے اس خطاب پر خاموشی اختیار کر لی تھی۔ اس کے مفاد اعلیٰ تھے اور اس کی نیت فاضلہ تھی۔ اس کے عزائم ستاروں کی طرح بلند اور آفتاب کی طرح روشن تھے۔ اس کی تازہ بہت طویل ہے۔ مگر غفلتوں سے پر ہے۔ یہ عظیم مجاہد ۲۱ جون ۱۸۸۵ء کو اپنے مالک حقیقی سے جلا۔

۱۔ باپ کا نام غلام مرتضیٰ۔ انگریزوں کے جدی دشمنی

غلام احمد قادیانی

غلام اس نے اولاً مجددیت اور پھر مہدی

ہونے کا پھر مسیح ہونے کا اور آخر کار نبوت کا دعویٰ کیا یہ مسلمانوں کی تاریخ کا اتنا گندہ کردار ہے جس کی مثال ملنے دشوار ہے۔ مہدی موٹوالی بقنا انگریز دشمن تھا۔ مرزا قادیانی اتنا ہی انگریز دوست تھا۔ مرزا سن ۱۸۷۳ء میں قادیان ضلع گورداس میں پیدا ہوا۔

مرزا غلام احمد قادیانی ابتداءً ایک مبلغ اور مناظر کی حیثیت سے سامنے آیا۔ کچھ عرصہ بعد مجددیت کا دعویٰ کیا۔ پھر مہدی بن بیٹھا۔ اس کے بعد دعویٰ کیا کہ میں عیسیٰ مسیح ہوں اور عیسیٰ کے علاوہ کوئی مہدی نہیں۔ پھر کچھ روز بعد اپنی نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور حضرت عیسیٰ کے بارے میں یہ نیا انکشاف فرمایا کہ نہ تو وہ مسلمانوں کے بقول آسمانوں پر اٹھائے گئے۔ اور نہ بقول اہل کتاب صلیب پر چڑھائے گئے۔ بلکہ انہوں نے راہ فرار اختیار کی۔ اور بھگت کرشمیر پہنچ گئے اور کرشمیر میں دفن ہوئے۔ کیونکہ کرشمیر میں ایک عیسیٰ نامی شخص کی قبر موجود ہے (اور حضرت عیسیٰ کے علاوہ کوئی عیسیٰ نامی شخص آج تک نہیں گویا) علامہ اورت نے ۱۹۰۶ء سے مرزا غلام احمد اور اس کے ہاشمیانوں کا مقابلہ شروع کیا۔

ہیں سب سے پہلے اعلیٰ معیار کے کہ۔ لیکن بعد ازاں امت کے دیگر علما نے اس کا رد و شروع کیا
جن میں علامہ حق شنہ کشمیری، مولانا محمد امجد علی دہلوی، علامہ اقبال شاہ بخاری، سید داؤد غزنوی۔
مولانا قمر علی خاں، مولانا محمد علی درجی، آغا شورش کاشمیری۔ قاضی احسان احمد شجاع آبادی۔ مولانا محمد علی
بانہ صری اور مولانا شاہ ولی اللہ مرثوی قابل ذکر ہیں۔

لیکن علمائے کرام کی ان کوششوں کے باوجود یہ فتنہ مزید پھیلتا رہا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ برصغیر میں اس فتنہ کو ریلواری مسند نے پیدا کیا۔ اور آخر دم تک وہ اس کی سرپرستی کرتا رہا۔ خود مرزا غلام احمد نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ میں انگریز کا خود کا شتر ہوا ہوں۔ اور احمدیت کی ترقی تاحیر برطانیہ سے وابستہ ریلواری حکومت کے اشارے پر اس نے ہندوستان میں جہاد کے غم کو ہونے کا اعلان کیا۔ تاکہ برصغیر کے مسلمان ستم جو کہ جہاد جہاد نہ کر سکیں۔ اس سلسلے میں اس نے کتنا کام کیا۔ اس کے اپنے الفاظ میں یہ ہے کہ ”میں نے انگریز کی مدد میں اتنی کتابیں لکھی ہیں کہ ان سے پچاس الماریاں بھر سکیں۔“

اس کا مشہور کتاب ”دشمنین“ میں مذکور ہے۔ اشد تہنیز جہاد کے فتوے کا ایک حصہ ہیں۔

اب مجھ کو دعاؤں کی ستر چادر کا خیال
 دین کی ستر جو دین کا آتم ہے

دین کی مرام ہے اب جنگ اور قتال
 دین کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اب آسمان سے فوریہ کا کنٹرول ہے

اب جنگ اور عہد کا فوجی فضول ہے

۱۹۵۷ء میں تقاریر و خطبات کے خلاف ایک زبردست تحریک چلی۔ لیکن گورنر غلام محمد نے فوج کے ذریعے اس تحریک کو کچل دیا۔ مسجد وزیر خان میں بیسیوں افراد نے جام شہادت نوش کیا۔ سیکڑوں علماء جیل میں ڈالے گئے۔ علامہ ابوالاعلیٰ مودودی کے لیے پھانسی کی سزا کا اعلان کیا گیا۔ مولانا احمد علی لہوری مولانا محمد علی کابلی اور آغا شورش کشمیری ماہ ہا سال جیل میں پڑے رہے۔ اور سر فخر احمد قادیانی محاکمہ راجہ پور میں جیل میں ہی تحریک کا شعلہ بجھنے نہ پایا۔ آخر ۱۹۶۴ء میں یہ تحریک بہت زور و طاقت سے چلی۔ لیکن علماء کی اس تحریک کا شعلہ بجھنے نہ پایا۔ آخر ۱۹۶۴ء میں یہ تحریک بہت زور و طاقت سے چلی۔ لیکن علماء کی اس تحریک کا شعلہ بجھنے نہ پایا۔ آخر ۱۹۶۴ء میں یہ تحریک بہت زور و طاقت سے چلی۔ لیکن علماء کی اس تحریک کا شعلہ بجھنے نہ پایا۔

عوام اس میں شریک ہوتے۔ نتیجہً حکومت کو اس تحریک کے سامنے جھکنہ پڑا۔ اور پاکستان کی تقدیر اہل
سنے بالاتفاق عوام کے اس مطالبے کو قبول کیا اور قانوناً نزل کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔ لیکن ان کا فتنہ اندرون
خاندان تب بھی موجود رہا۔ رلوہ میں ان کی حکومت چلتی تھی۔ ان کے نبی کے مکان پر راولپنڈی میں دوا
لکھا رہا۔ موجودہ مزار کی بیرونی کوازع مطہرات اور اس پر ایمان لانے والوں کو صحابہ کبہ جاتا رہا۔
حتیٰ کہ موجودہ صدر مملکت ضیاء الحق صاحب نے ان چیزوں کو قانوناً بند کر دیا۔

۲۔ اس دور کا سب سے بڑا ڈرامائی کردار۔ اس نے حال ہی

محمد بن عبد اللہ جہلمی : میں دوسرے صلح رضا کاروں کے دوسرے کبر اللہ پر قیض

کیا۔ اس کے حالات زندگی اس وقت تک منظر عام پر نہیں آئے۔ اس نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔
سودی حکومت کی فوج نے اس ٹولی کے سرخند اور متعدد افراد کو گرفتار کیا۔ اور بہت لوگ گولیوں کے
شکار ہو گئے۔ یہ ابھی تک معلوم نہیں کہ یہ مہدی قتل کر یا گیا یا جیل میں نظر بند ہے۔ اس میں بھی اختلاف
ہے کہ یہ کون ہے اور کہاں سے آیا تھا۔ یہ بھی اخبارات میں آتا رہا کہ اس کا تعلق سرسٹھ پتی سے تھا
اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ ایران سے برآمد کیا گیا تھا۔ اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ
کئی سال تک ایرانی حرمہ یزد میں مظاہرے کرتے رہے۔ ہر مہرت اس فتنہ کا متوہاب سودی
حکومت نے کیا۔ اللہ تعالیٰ جسے بھی اس فتنہ سے فرازے۔

مہدیوں سے اسلام کو کیا ملتا

تاریخین کو ام اپنے مختلف ادوار میں پیدا ہونے والے مہدیوں کے سرسری حالات معلوم
کر لیا ہے۔ اب تاریخین خود موبیں اور فیصلہ کریں کہ ان مہدیوں نے اسلام کے نام لیواؤں کو کیا دیا
جواب تلاش کرنے کے کوئی ضرورت نہیں۔ اہل اجمالی خاکے میں اس کا جواب موجود ہے۔ جو
اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے۔ کہ ان فائدہ ساز مہدیوں نے اسلام کا سینہ زخمی کیا۔ مسلمانوں کو جگہ جگہ
اسلامی سلطنتوں کی اینٹ سے اینٹ بچائی۔ مسلمانوں کو ادھام پرستی کا مریض بنایا۔

قدیم کرام غور فرمائیں کہ آئے والہدی میں کیا دے گا۔ اگر ہمارے قارئین کو نہیں معلوم تو ہم شہادتاً
 بلکہ بیان کر دیتے ہیں طاہر مجلسی نے اپنی حق الیقین میں تحریر کیا ہے۔

چونکہ قائم طاہر محمود جگہ برائے زندہ کنندہ جب ہمارے قائم الیقین ہدی (ظاہر ہو گئے تو وہ
 تیار اور ہر زندہ انتقام خاطر ازو یک کنندہ عاشرے کو زندہ کریں گے اور ان پر صراحتاً
 جاری کریں گے اور خاطر کا ان سے انتقام لیں گے حق الیقین ص ۱۲۹

یہی مجلسی صاحب حق الیقین میں مزید کہتے ہیں۔

وہیکہ قائم علیہ السلام ظاہر ہو گا جب مہدی ظاہر ہو گئے تو وہ کافروں سے پہلے
 پیش از کندہ ابتدا بنیادیں خواہد کرد یا علما و دانشاں و دانشاں را خواہد کشت
 سینوں اور خاص کر ان کے علماء سے کاروائی شروع کریں گے اور ان سب کو قتل کر کے نیست و نابود
 کریں گے۔

ہمارے وہ سنی علماء جو شیعہ کی اتحاد کے خواب مریختے رہتے ہیں۔ وہ موضوع لیں کہ فریق خائف
 کا ان کے معاملے میں اعزاز ٹھکر کیسی ہے؟ اور اگر سبائی پاکستان میں فتنہ جعفریہ نافذ کرنے اور کرنے
 میں کامیاب ہو گئے تو سینوں اور ان کے علماء کے ساتھ کیا سلوک ہو گا؟ ہماری حکومت میں بھی داور
 سیاسی پارٹیز میں یہی طبقہ آشنانہ از ہے۔ اور آج کل انہیں نائب امام کی مدد بھی حاصل ہے
 کیونکہ انقلاب ایران کے بعد آمد مہدی کے منصوبے میں ترمیم کر لی گئی ہے۔ اب منصوبہ کو عملی
 جامہ پہنانے کے لیے مہدی کے انتظار میں بیٹھے رہنے کی قطعاً ضرورت نہیں۔ اب وہی کام
 نائب امام انجام دیں گے۔

یعنی صاحب نے ایران میں جو انقلاب پر پکڑے۔ اس کے پس پردہ جو سیاسی اور مذہبی
 بنیاد ہے۔ وہ مذہبی کتاب "الکویت اسلامیہ" میں واضح کی ہے۔ یہ کتاب ڈیڑھ سو
 صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ آخری امام یعنی
 مہدی منتظر کی غیبت کبریٰ کے اس زمانہ میں جس پر ہزار سال سے زیادہ گزر چکے ہیں۔ اور

بقول خیفی ہو سکتا ہے کہ ہزاروں سال کا زمانہ اور اسی طرح گزر چکے۔

فقہاء یعنی شیوخ مجتہدین کا یہ معروف حق ہے کہ ان کی ذمہ داری اور ان کا فرض ہے کہ وہ امام، خلیفہ اور امام مائب کے نائب اور قائم مقام کی حیثیت سے حکومت کا نظام اپنے ہاتھ میں لے کر جدید کر دیں اور جب ال مجتہدین میں سے ایسا فرد جو اس کی اہلیت و صلاحیت رکھتا ہو اسی شخص کے لیے اٹھ کر ابورو اور جدید کر کے تو وہ معاشرے اور حکومت سے تسلی و مسامت میں امام ہی طرح بلکہ خود بخود و رسول کی طرح واجب الطاعت ہو گا۔ خیفی صاحب نے اس کتاب میں ولایت الحقیقیہ کا عنوان قائم کر کے تحریر کیا ہے۔

و اذا نهض بامر تشكيل الحكمة	اور جب کوئی غیر (مجتہد) جو صاحب
فقيه عالم عادل فانه يلي من امور	علم ہو مارا ہو حکومت کی تنظیم و بکھیل کے
الاجتماع ما كان يليه النبي (ص) منه	لیے اٹھ کر ابورو ہی کو معاشرے کے
ووجب على الناس ان يسمعوا ويطيعوا	معاشرے میں وہ تمام اختیارات حاصل ہو چکے
او يطيعك هذا الحاكم من امرا	جونی کو حاصل تھے اور سب لگا لگا کر
لادارة والرفاقية والسياسة	اس کی کلمات متناظر اور اس کی ملامت کرنا
لنائب ما كان يملكه الرسول	واجب ہو گا۔ یہ صاحب حکومت خفیہ
(ص) و امير المؤمنين (ع)	بہتہ حکومت کا نظام اور لایا و صاحب سائل
الحكومة الاسلامية	کی نگہداشت اور امت کی سیاست

۴۵۔

ہر گاہی طرح نبی اور ائمہ علیہ السلام
ماک و متا رہے۔

نیز اسی کتاب میں خیفی صاحب ایک مقام پر تحریر کرتے ہیں۔

ان الفقهاء هم وصياء الرسول من
قہار و مجتہدین، ائمہ معصومین کے بعد اور

بعد الائمة وفي حال غيابههم وقد
 كلنوا بالقيام بجميع ما كلف الائمة
 (ع) بالقيام به۔ المحکومت
 الاسلاميه ۵۵۔
 ان کی غیبت کے زمانہ میں رسول کے وصی میں اور
 وہ مکلف میں ان سب امور و معاملات کی انجام
 دہی کے ذمہ دار ہیں۔ جن کی انجام دہی کے مکلف
 ان کے علیہم السلام تھے۔

الغرض غیبت نہ جب کے ذریعہ ایران میں جو انقلاب آیا اس کا بھی مذہبی اور فکری بنیاد ہے۔ غیبتی صاحب
 کی حیثیت دیگر ممالک کے قائمین انقلاب اور سربراہان حکومت کی نہیں۔ بلکہ مذہب شیعہ کی تمام بنیاد عقیدہ
 امامت اور امام آخر الزماں کی غیبت بکری کے زمانہ میں ولایت فقہ کے اصول و نظریہ پر ہے۔ لہذا وہ شیعوں
 کے بدھوں کے امام ہیں۔ وہ نہ تو معاصر رسول اللہ کے وصی اور نبی اور مہمکار ہیں۔ واجب الاطاعت ہیں۔
 جن کے کسی حکم کی خلاف ورزی کا انجام آگ ہے۔ ان کے تمام اقوال و اعمال اور ایسا ہی اسی حیثیت سے ہیں۔
 غیبتی صاحب کی اسی حیثیت کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ وہ امام عام و خاص کے تمام دناؤں پر حکومت لانے کی ساری
 شیوں کا قائل ہو کر ان کی کبریائیت پر قہر کریں اور ہر چیز پر تسلط قائم کرنے پر کھنچو۔ عوام کی لاشیں نکال کر ایسی پھاسی
 پر چڑھائیں۔

یہ بھی ظاہر ہے کہ غیبتی صاحب نے جو کچھ المحکومت الاسلامیه میں لکھا ہے۔ اس میں بدھوں کے
 ساتھ اس کا اظہار کیا ہے کہ اس نظریہ کی بنیاد پر صرف وہ شیعہ فقیر و مجتہد ہی امامت کا امام اور سربراہ حکومت
 ہو سکتے ہیں جو عقیدہ امامت اور امام آخر الزماں کی غیبت بکری کے زمانہ میں ولایت فقہ کے نظریہ کو
 تسلیم کرتا ہو۔

کیا اسی وضاحت کے بعد بھی اس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے کہ اس
 انقلاب کو خاص اسلامی انقلاب کہنا۔ اور کافر رسول اور اجتماعات میں یہ نعرے لگانا کہ یہ خاص اسلامی انقلاب
 ہے جس میں شیعہ اور سنی کا کوئی امتیاز نہیں، ایک کھلا فریب ہے؟ ہر گز نہیں۔

اب تو کتب و اخبارات میں بھی یہ بات وضاحت کے ساتھ آپکے ہے کہ حکومت ایران میں اس
 کل شیعوں کی ایک بھی سبقت نہیں۔ نہ شیعوں کو علیحدہ ناز پڑھنے اور اس کے عقیدے کے اظہار کی اجازت ہے۔

اور نہ موجودہ قانون کی رو سے کوئی سنی اسمبلی کا ممبر بن سکتا ہے۔ حالانکہ ایرانی بلوچستان اور خراسان میں،
 ٹھانڈے فی صد سنی ہیں۔ اسی لئے پاکستان کے رافضی یہاں اسلامی قانون نافذ نہیں ہونے دیتے۔ اور اتفاق
 سے یہاں کے سنی ان کی چمچ گیری کرنا اپنے لئے باعث فخر تصور کرتے ہیں۔

اوپر جتنے مہدیوں کا حل پیش کیا گیا ہے۔ ان میں بیشتر آپ کو رافضی نظر آئیں گے اور سب میں آپ
 کو یہ قدر مشترک نظر آئے گی کہ سب نے سنیوں کا قتل عام کیا اور سب نے اسلام میں نئے نئے شگوفے
 چھوڑے۔ حتیٰ کہ اب ہم جس اسلام کے نام لیرا ہیں۔ وہ اسلام اصل صورت میں ہمارے پاس موجود ہی نہیں
 رہا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر فرد بشر کا اسلام جداگانہ ہے۔ اور جب وہ اسلام کی بات کرتا ہے تو کسی سے مراد وہ
 اسلام ہوتا ہے جو اس کے ذہن میں ہوتا ہے۔ کسی کے نزدیک وہ اسلام ہرگز ملا نہیں ہوتا جو قرآن کی شکل
 میں ہمارے ہاتھوں میں تنہا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے اور ان مہدیوں کے شر سے
 ہمیں محفوظ رکھے۔ (آمین) یا رب العالمین۔ وعلینا اللہ

فن حدیث کی اصطلاحات

جن کا اس کتابچے میں حوالہ دیا گیا ہے

خبر واحد - جس حدیث کا صرف ایک راوی ہو اسے غریب بھی کہتے ہیں۔ اگر وہ راوی مقبر ہے تو حدیث قابل عمل ہوگی۔ لیکن اس سے عقیدہ ثابت نہیں کیا جاسکتا اور اگر راوی کمزور ہے تو وہ ضعیف ہوگی۔

ضعیف - جس حدیث کی سند میں کوئی راوی کمزور ہو۔ یاد رکھئے کہ کمزوری کے مختلف درجات ہیں۔ اگر اس کا حافظہ کمزور ہے تو اسے ضعیف کہیں گے۔

موضوع - اگر راوی کذاب ہے تو وہ روایت موضوع ہے۔ ایسی روایت کو حدیث کہنا بھی حرام ہے۔

منکر - جس روایت میں کوئی قابل انکار بات پائی جاتی ہو۔

موضوع - روایت پر اعتراض ہو اور محدثین نے اسے قبل نہ کیا ہو اسے خبر واحد کہتے ہیں۔ جس کی روایت کو محدثین نے ترک کر دیا ہو۔ یہ بھی اہل روایت و دلائل کو مشکوک کہلاتا ہے۔

مجهول - وہ روایت جس کا نام و نسب یا حال معلوم نہ ہو اس کی روایت قابل قبول نہیں ہوتی۔

مرسل - تابعی حضرت کافران نقل کرے اور زیان صحابی کا نام چھوڑے اس روایت کی قبولیت میں اختلاف ہے۔ صحیح یہ کہ ایسے راوی کی مرسل تو قابل قبول ہے جو صرف ثقہ راوی سے روایت لیتا ہو۔ ورنہ قابل قبول نہیں۔

منقطع - درمیان سے کوئی راوی چھوٹ جائے ایسی روایت قطعاً قابل قبول نہیں ہوتی۔ بعض اوقات محدثین مرسل کے لئے منقطع کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

اللہ قطع کے لئے مرسل کا۔

امام ۔ امام سے مراد ماہر فن ہوتا ہے فن حدیث میں ماہر حدیث اور فن فقہ میں ماہر فقہ۔

حافظ ۔ محدثین کی اصطلاح میں حافظ الحدیث کو حافظ کہا جاتا ہے۔ اس مضمون میں جس جگہ بھی یہ لفظ آیا ہے۔ اس سے یہی مراد ہے۔

نوٹ ۔ جب کوئی روایت ضعیف ہو تو بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے منسوب کرنا "اور اسے دین کا جزو تصور کرنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ اللہ

تعالیٰ کا واثق ہے۔ اگر تمہارے پاس کوئی ناسخ خبر لیکر آئے تو اس کی تمہیں خبر ہو۔ آخرت۔ ترس کی وجہ سے ہر شرکی تمہیں مسلمان پر لازم ہے

اور جب تک اس کی صحت و یقین نہ ہو جائے اس بات سے بیان کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "من روہ لوک عوج کی

شہادت دیں اور انہیں اس کا علم بھی ہو۔" الزحرف۔ اور حضور کا فرمان ہے "انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات بیان

کروے۔" مسلم۔

آج کل جو یہ مرض پھیلا ہوا ہے کہ ہر شخص ہر بات کو حضور کی جانب منسوب کر دیتا ہے۔ یہ قطعاً حرام اور افسوسناک امر علی الرسول ہے لوگوں کو اس سے

احتراز کرنا چاہیئے۔

تدیس و تدیس ۔ تدیس کے معنی ہیں عیب چھپانا۔ اور اصطلاح محدثین میں تدیس اسے کہتے

ہیں کہ وہ میان سند سے ضعیف روئی کو گرا کر حدیث اس سے اوپر

کے درجے کی جانب منسوب کر دی جائے جو ٹوٹ ہو۔ اس طرح اس ضعیف

کے عیب پر پردہ ڈال دیا جائے جو شخص یہ کام انجام دیتا ہے اسے مدرّس

کہتے ہیں اور ایسے شخص کی وہ روایت قطعاً ناقابل قبول ہوتی ہے جو وہ

لفظ عن کے ذریعہ کرے۔ ہاں اگر وہ حدیث یا اخبارنا یا سمعت

کے افلاک سوال کرے۔ (یعنی ہم سے حدیث بیان کی یا نہیں خبر دی۔
یا میں نے سنا، تب اس کی روایت جیسا قبول کی جائے گی۔ بشرطیکہ وہ
عقوتہ ہو۔

حدیث اور فن حدیث کی کتابیں جن کا حوالہ اس کتابچے میں ہے

صحیح بخاری۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری المتوفی ۲۵۵ھ کی تصنیف ہے۔ یہ حدیث کی سب
سے زیادہ صحیح کتب کی جاتی ہے۔ امام بخاری نے اپنی اس کتاب میں
جتنی احادیث کا اہتمام کیا ہے، اتنا کسی دوسرے مصنف نے نہیں کیا۔ حدیث
کی چھ صحیح کتابوں میں سے ایک۔

صحیح مسلم۔ ایک مرتب مسلم بن حجاج قشیری ہیں۔ انہوں نے اپنی کتب میں اتنی ہی صحت
کا اہتمام کیا ہے اور ہر حدیث کی صحیح سند تک کی ہیں۔ سند میں انکی صحت
ہوتی۔ حدیث کی چھ صحیح کتابوں میں سے ایک۔

سنن نسائی۔ ان کی کتب ابو عبد الرحمن نسائی المتوفی ۳۰۳ھ کی تصنیف ہے۔ انہوں نے بھی
انتہائی صحت کا اہتمام کیا ہے۔ لیکن ان کی کتاب میں مسائل فقہیہ سے
متعلق احادیث پائی جاتی ہیں۔ سنن ابی حنیفہ کے اختلاف کی ایک حدیث
کے ساتھ بیان کرتے اور ان کی خامیوں کا ذکر کرتے ہیں۔ حدیث کی چھ صحیح کتابوں
میں سے ایک۔

سنن ابی داؤد۔ امام ابو داؤد سلیمان بن داؤد شافعی کے باشندہ ہیں۔

سنن ابی داؤد کے احادیث میں مسائل فقہیہ کی احادیث پائی
جاتی ہیں۔ ان کے موضوع پر قسماً غیر زیادہ تھیں۔ اس لئے قسماً کو ثابت
کرنے کے لئے حدیث ضعیف، منقطع، مرسل اور معلول روایات کا سہارا بھی
لیتے ہیں۔ اگرچہ بعض اختلافات ان پر جمع بھی کرتے ہیں۔ مسائل فقہیہ کے لحاظ
سے یہ سب صحیح کتب ہیں۔ حدیث کی چھ صحیح کتابوں میں سے ایک۔

جامع ترمذی۔ اس کے مصنف محمد بن عیسیٰ ترمذی ہیں۔ المتوفی ۲۵۵ھ۔ ان کی کتاب

ایک نالی قسم کی کتاب ہے، ادلا سنی قائم کرتے اور اس موضوع پر جو

حدیث صحیح ہوتی ہے اسے پیش کرتے ہیں، اگر کوئی حدیث صحیح موجود نہیں

پاتے جو نسبتاً کم ضعیف ہو تو اسے بیان کر کے اس پر حرج کرتے ہر صاحب

احوال کا اسک بیان کرتے ہیں حدیث کی جگہ کتابوں میں ہے ایک۔

سنن ابن ماجہ۔ اس کے مصنف محمد بن یزید بن ماجہ القزوینی ہیں۔ ان کی وفات

۲۴۱ھ میں ہوئی۔ حدیث کی جگہ کتابوں میں ہے ایک۔

الموطا۔ اس کے مصنف امام مالک بن انس المالکی ہیں جو ۱۷۹ھ میں پیدا ہوئے

اور انہوں نے ۲۴۱ھ میں وفات پائی۔ ان کی تصنیف اشعاع کی حدیث کی

موجودہ کتابوں میں سب سے اول تصنیف بھی جاتی ہے۔ یہ غیر لغت

راوی سے کوئی روایت نقل نہیں کرتے۔ ماہرین اور محققین حدیث کے

ایک طبقے کے نزدیک بظاہر صحت اس کا مقام بخاری و مسلم سے زیادہ ہے

لیکن اس میں زیادہ تر صحابہ و تابعین کے اقوال اور انکی فقہی آراء پر مبنی جاتی

ہیں۔ اسی باعث ایک لحاظ سے یہ فقہی کتاب ہے۔

میزان الاعتدال۔ یہ حافظ ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان المتوفی ۷۴۸ھ کی

تصنیف ہے جو ذہبی کے لقب سے مشہور ہیں۔ یہ امام ابن تیمیہ کے

جم عصر ہیں۔ حدیث اصول حدیث ارجاز۔ جراح و تعویل اور علل کے

امام ہیں۔ ان فنون میں بہت سے متقرنین پر بھی فوقیت رکھتے ہیں۔

حدیث کی صحت و ضعف پر ان کے قول کو محبت سمجھا جاتا ہے۔ ان کی یہ

کتاب میزان امام ابن عساکر کی کامل کا خلاصہ ہے جس میں دس ہزار کے

قریب روایوں پر بحث کی گئی ہے۔

تقریب

یہ حافظ ابن حجر المتوفی ۸۵۰ھ کی تصنیف ہے۔ مواصلہ ان کی کتاب

تہذیب التہذیب کا خلاصہ ہے۔ جو خود انہوں نے کیا ہے۔ اس سے

راویان حدیث کا مختصر سا خاکہ جلد ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ لیکن حافظ صاحب جرم کے معاملہ میں بہت نرم واقع ہوئے اور اسے سہارے پر بھی ردی کو ٹٹہ قرار دیتے ہیں۔ لیکن اگر ردی حنفی المذہب ہو تو معمولی سے سہارے پر اسے ضعیف ثابت کر دیتے ہیں۔ لیکن ان کے بعد ان جیسی ہستی بھی کوئی نہیں گزری اس لحاظ سے یہ علمی تحقیق کا آخری سہارا ہیں۔

کتاب لعل۔ اس نام کی متعدد کتابیں ہیں۔ ایک کتاب امام ترمذی المتوفی ۲۵۵ھ کی بھی ہے جو جامع ترمذی کے آخری صفحہ کے طود پر شامل ہے۔

سیرت الرسول محمد بن عبد الوہاب

ابو داؤد اللہبی (حافظ ابن کثیر) حافظ علامہ الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر قرشی المتوفی ۷۴۷ھ

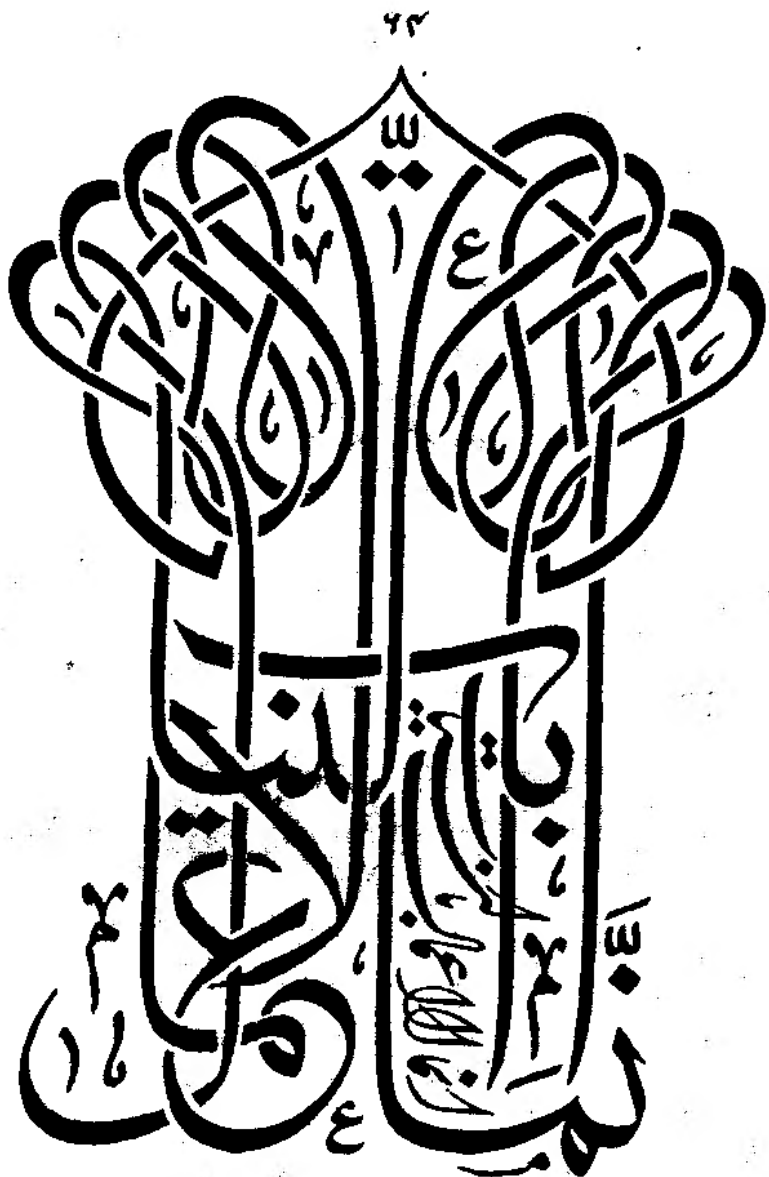
ایک ضروری وضاحت

اس کتب میں جہاں جہاں لفظ خدا آیا ہے وہاں اللہ پڑھا جائے
 لفظ خدا - اللہ کی پوری مانند گنہیں کرتا کیونکہ یہ غیر اللہ کے لئے بھی استعمال
 ہوتا ہے جیسے خداضہ نعمت بادشاہوں کے لئے، خدائے سخن ادیب اور
 شعراء کے لئے، خدائے صفائی شہزادوں کی صفائی سے متعلق عمل کے لئے
 وغیرہ وغیرہ۔ خدا کی جمع بھی آتی ہے جبکہ اللہ کی کوئی جمع نہیں۔ خدا کا درسی
 زبان کا لفظ ہے جو ہر جگہ کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے بعض مذاہب
 میں دو خداؤں کا تصور ہے۔ نیکی کے خدا کو خدائے یزدان اور بدی کے خدا
 کو خدائے اہرمن کہا جاتا ہے جبکہ اللہ ایک ذات کے لئے مخصوص ہے نہ اس کی
 جمع ہوتی ہے اور نہ یہ غیر اللہ کے لئے استعمال ہو سکتا ہے۔ لفظ اللہ سے اس کی
 وحدانیت کا صحیح تصور پیدا ہوتا ہے۔ عظمت، بزرگی اور کبریا لفظ اللہ سے ظاہر ہوتی
 ہے وہ خدا سے نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اپنے لئے یہی لفظ استعمال
 کیا ہے۔ چنانچہ اللہ کے لئے لفظ خدا کا استعمال اس کی صریح تائید ہے اس
 سے اللہ کا ایک ہونا ثابت نہیں ہوتا اور شرک لازم آتا ہے اللہ ہیں اس شر سے
 محفوظ رکھے اور توفیق دے کہ ہم آئندہ خدا کی بجائے اللہ کا استعمال
 اپنے اوپر لازم کر لیں۔ آمین

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا کتاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱
۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳



بیشک اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے